Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

غزالی بھی جس کی آمد پر اگر آسمان سے لعل و ہن برسے تو زمین میں یاقوتِ آتشیں چمکے۔

13694S

مولانا ۱۸۵۷ء کے پرآشوب ایام میں بندول کے قصبے میں اعظم گڈھ کے ضلع میں ہے پیدا ہوئے۔ آپکا گھرانا بڑا باعزت اور صاحبِ ثروت تھا۔ ابتدا والدین کی نگرانی میں تعلیم و تربیت شروع ہوئی اور مولوی شکر اللہ صاحب نامی سے پہلا سبق پڑھا۔ فارسی لمعات نے گوہرِ جان کو تابندہ کیا اور پہلے اسی کے دُرِ ثمین کو آویزۂ گوش بنایا پھر عربی کی چاشنی کی طرف لپکے اور اس شرابِ طہور کی خاطر غازی پور کے چشمۂ شیریں پر پہنچے اور مولوی محمد فاروق سے شرفِ تلمذ حاصل کیا۔ مولانا غازی پور کے مدرسے کے صدر تھے۔ اور مولانا عنایت الرسول چڑیا کوٹی کے برادر کو چک کچھ عرصہ رہکر فلسفہ اور ادب کے اس آخری گُلِ رعنا کی بھینی بھینی خوشبو سے مشامِ جاں کو عطر آگیں بنایا۔ مولانا کو اپنے شاگرد سے نہایت ہی محبت تھی ہمیشہ اپنے آپ کو شیر اور شاگرد کو بچہ شیر کہا کرتے چنانچہ ایک جلسہ میں فرمایا اَنَا اَسَدٌ وَاَنْتَ شِبْلِیْ۔ شاگرد کو ہر مناظرہ میں

Marfat.com

ساتھ رکھتے اور حریف سے دو چار جھپٹ دیکھکر خوش ہوتے۔ اس کے بعد مولانا شبلی رام پور تشریف لے گئے۔ اور مولانا عبدالحق خیرآبادی کے آستانِ پاک پر جبینِ عجز کو گھسایا۔ اور بیت العلوم کی خاک کو آنکھوں کا کاجل بنایا۔ بھلا مولانا محمد فاروق کے پروردۂ علم و فضل کو یہاں کیا زیادہ مل سکتا تھا۔ کوئی گوہر نظر نہ آیا کہ جس کی خواہش میں نقدِ جان کو قربان کر دیتے۔ خیر مولانا ارشاد حسین سے فقہ کی چند کتابیں پڑھ لیں۔

بعد ازاں ادب کی تکمیل کے لئے لاہور روانہ ہوئے اور مولوی فیض الحسن کے درِ دولت پر صدا دی مولوی فیض الحسن کی فضیلت کا آوازہ چار دانگ عالم میں تھا۔ آپ اس وقت علم اللسان کے تنہا جوہری تھے۔ عاشقِ علوم کو یہ موقع غنیمت تھا۔ مولانا سے حماسہ کا درس لیا۔

وہاں سے روانہ ہوئے اور سہارنپور کے شاداب خطے میں پہنچے۔ اور مولوی احمد علی کے لبادۂ حدیث کو زیب بر بنایا۔ اس سادہ منش انسان سے سادگی طرز کا وہ سبق سیکھا کہ تا دمِ زیست

Marfat.com

استاد کے نام کو زینت صفت وثنا کے کلمات سے سجایا گیے۔

ابھی ترمذی کا درس جاری تھا کہ اعزّہ واحباب عازمِ حج ہوئے۔ عاشق رسول نے سوچا کیا خوب ہو اگر ؎

رُوئے بکوئے حرم و سر بر آستاں فگنی غبارِ خاکِ رہش توتیائے دیدہ کنی

عالی مرتبہ استاد سے اجازت طلب کی۔ کاروانِ حج کو روانہ ہوا فریضۂ حج ادا کیا۔ مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ پہنچے۔ دربارِ رسول صلعم میں داخل ہوئے اور عاشقانہ حالت میں ایک قصیدہ اور فارسی قطعہ انشا فرمایا۔ دینی و دنیوی شہرت کو انعام میں پایا چونکہ مولانا محمد فارق کی تعلیم آپ میں اثر کر چکی تھی۔ دورانِ قیام مدینہ میں حنفیت کی کتب کا خاص طور سے مطالعہ فرمایا۔

اب آپکی زندگی کا پہلا دور ختم ہو چکا تھا۔ اس وقت آپکی عمر بیس برس کی تھی۔ دوسرا دور شروع ہوا۔ دل میں ایک شرارہ تھا جو بھڑک اُٹھا۔ شعر وشاعری کا چسکا لگا۔ لکھنؤ اور دیگر اطراف واکناف کے بزرگوار موجود تھے۔ مشاعرے ہوتے تھے۔ فطری شاعری کو خوب موقعہ ملا۔ بڑی دلچسپی ظاہر کی کئی دفعہ مسندِ صدارت کو

Marfat.com

زینت بخشی۔ اور انہیں دنوں غیر مقلدوں کے خلاف چند رسائل بھی لکھ ڈالے۔ ابھی سلسلۂ تعلیم جاری تھا کہ کسبِ معاش کا خیال ہوا۔ زمینداری کا کام سپرد ہوا۔ مگر کتاب کا دھنی اس سے عہدہ برآ نہ ہوسکا۔ لاچار وکالت کی طرف باگ پھیری اور آبائی پیشے کو نیک خیال کیا وکالت کا امتحان پاس کیا مگر قانون میں طبیعت نہ چلی۔ دونوں کو واسطہ ہی کیا تھا۔ وکالت چھوڑ ملازمت اختیار کی۔ یہاں بھی کٹھن منزلوں سے گھبرا گئے وہ یدہ چکر لگانے سے تنگ آ گئے۔ آخر اس سے بھی دل کھٹا ہوا ہاتفِ غیب نے صدا دی کہ شبلی تو تو کسی اور کام کے لئے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ مطالعۂ کتب شروع ہوا اور بلبلِ خیال نے شاخِ کہن پر آشیاں بنایا۔ چند قصائد اور رسائل تحریر کئے جو مقبولِ عام ہوئے۔ سنین الاسلام زیر مطالعہ تھی۔ کہ اپنے بھائی مہدی سے علی گڑھ ملنے گئے۔ آپ کی عمر کے اس وقت ۲۵ سال گذر چکے تھے۔ وہاں سرسید کے بوڑھے عزم نے ایسا پھانسا کہ عسلِ مصفا سے مگس انگبین کا چھٹنا محال ہو گیا۔ رمز شناس

Marfat.com

پیر مرد تاڑ گیا کہ نوجوان کے سینے میں بہت سے لعل درخشاں مدفون ہیں۔ جنکی تاب سے ناصیہ غزہ چمک رہا ہے۔ سرسید کے کہنے پر عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر ہوگئے اور اسی جگہ مولانا حالی سے بھی شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

سینن الاسلام کا نقشہ آنکھوں میں بس رہا تھا۔ قومی درد تیز ہوا اور دل کا درد چند تاریخی رسایل اور قومی نظموں میں نکلا جنمیں الجزیہ اور کتب خانہ اسکندریہ قابل غور ہیں۔ مثنوی صبح امید نے یاس بھری جانوں کو امید کا پانی پلایا۔ تاریخ کا ابر مطیر تلا کھڑا تھا۔ کبھی چاہتا تھا کہ بلادِ اسلامیہ کے چھینٹوں سے تر کرکے یا تاریخ بنی الآیاس کے تقاطر سے بھگو دے۔ آخر چاہا کہ نامورانِ اسلام کے موسلا دھار مینہ سے جل تھل کردے۔ المامون کا پہلا قطرہ ٹپکا۔ صدفِ عالم نے گوہر نایاب کو آغوشِ شوق میں لیا اور سنبھال کر رکھا۔ اس کے بعد کانفرنس میں رسایل لکھ کر روانہ کئے۔ جو آج تک رسایل شبلی کے نام سے مشہور ہیں۔

Marfat.com

سیرۃ النعمان کا خیال گذرا شبدیز قلم رہ سپر ہوا۔ اور منزل مقصود پر جا کر دم لیا۔ الفاروق کا خیال دامنگیر تھا۔ کہ بلاد اسلامیہ کا سفر درپیش ہوا۔ ارنلڈ صاحب کی معیت میں قسطنطنیہ پہنچے۔ وہاں سے ایشیائے کوچک اور شام ہوتے ہوئے مصر آئے حقیقت میں آنکھ نے جن جن عجائبات کی سیر کی تھی خامۂ مصور نے انکا پورا پورا فوٹو سفرنامہ میں پیش کر دکھایا۔ چھ مہینے کے سفر کے بعد ۱۸۹۳ء میں علی گڑھ پہنچے ایک قصیدہ پڑھا جسکا آغاز اس طرح ہے ؎

قاصد خوشخبر امروز نوا ساز آمد | کز سفر یار سفر کردۂ ما باز آمد
از سفر شبلی آزادہ بکالج برسید | یا مگر بلبل شیراز بہ شیراز آمد
دوستاں مژدہ کہ آں بلبل خوش لہجۂ ما | اندریں تازہ چمن زمزمہ پرداز آمد

سفر میں سلطان ٹرکی نے تمغہ مجیدیہ عنایت فرمایا۔ ۱۸۹۶ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ کالج کی زندگی سے تھک گئے۔ کئی بار استعفا دیا مگر بیک صاحب نے نامنظور فرمایا۔ آخر ۱۸۹۸ء میں کالج سے علیحدہ ہو گئے۔ وہاں سے اعظم گڑھ

Marfat.com

روانہ ہوئے۔ مگر علالتِ طبع نے چین نہ لینے دیا۔ کشمیر روانہ ہوئے۔ الفاروق زیر تالیف تھی۔ بیماری نے اتنا زور پکڑا کہ قلم اُٹھانا بھی دوبھر ہوگیا۔ خدا خدا کر کے صبح کے آثار ظاہر ہوئے مولانا حالی نے ایک تہنیت نامہ ارسال کیا جس کا مطلع ذیل ہے ؎

شبلی بیمار از سر بالیں برخاست
للہ الحمد کہ پس از ناخوشی رنج دراز

الفاروق کے چھپتے ہی آپکی تاریخ دانی کا سکہ عالم پر بیٹھ گیا تھوڑے عرصہ بعد مولانا سید علی بلگرامی کے ایما سے حیدرآباد کی نظامتِ علوم و فنون قبول فرمائی۔ اور جنوبی ہندوستان کی تنہا تصویر سوز و ساز و شمع جانگداز پر پروانہ صفت جا پہنچے۔ اس جگہ مولانا کے قلم سے۔ الغزالی۔ سوانح رومی۔ علم الکلام۔ الکلام۔ موازنۂ انیس و دبیر کی نازک بدن۔ پتلیاں رقصاں اور خنداں نکلیں اور بڑے ناز سے محفل اردو میں داخل ہوئیں انہیں ایام میں امیر عبدالرحمان خاں والی دولت خداداد افغانستان نے ایک محکمہ تراجم قایم کیا اور مولانا سے درخواست کی کہ

Marfat.com

تشریف لائیں۔ لیکن مولانا نے جانے سے انکار کر دیا۔
۱۹۰۴ء سے آپکا تعلق ندوہ سے ہوگیا۔ ندوہ کا خیال مولوی محمد علی کانپوری اور دیگر ارباب ذکا کی تیزی طبع کا نتیجہ ہے۔ اس خیال سے کہ علما کی اصلاح۔ اسلام کی اصلاح ہے۔ آپ فوراً دوسرے جلسے میں شریک ہوگئے۔ اور ایک اعلےٰ پائے پر اسکی اسکیم مرتب کی۔ ندوہ کی خدمات محتاج بیان نہیں۔ اس موقع پر مولانا نے بحثہ فضل کے پختہ میوے پیش کئے۔ شعر العجم۔ مقالات شبلی۔ مضامین عالمگیر۔ دیوان فارسی نے اپنی حلاوت سے کام جہاں کو شیریں بنایا۔ ۱۹۰۸ء میں اڈنبر اسلم سوسائٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں خسرو دکن نے اپنا وظیفہ سو۱۰۰ روپیہ کی بجائے تین سو۳۰۰ روپیہ ماہوار مقرر فرمایا۔ ان ایام میں ملکی معاملات میں گہری دلچسپی ظاہر کی۔ اور نیشنل کانفرنس میں شریک ہوئے۔
قانون وقف علی الاولاد کے معاملہ کو پریوی کونسل تک پہنچایا۔ اشاعت اسلام کی ایک عظیم الشان اسکیم تیار کی مگر ناکام رہے۔ سلطان ٹرکی کی طرف سے آپکا نامِ نامی مدینہ یونیورسٹی کے

Marfat.com

واضعینِ نصاب میں داخل کیا گیا۔ اسی اثنا میں کاروبار کی زیادتی سے طبیعت کسل مند ہوتی گئی۔

ابھی ایک چنگاری گوشۂ دل میں مستور تھی جس کی حرارت سے دردمند دل کو رشکِ طُور ہوتا تھا۔ پیارے نبی کے پیارے حالات لکھنے شروع کئے اور سیرۃ النبی کی پہلی جلد چھپکر تیار ہوئی۔ ابھی مُرغِ جان چیدہ چیدہ ذراتِ زریں چن ہی رہا تھا۔ کہ فرشتہ غیب نے آواز دی۔ بس شبلی۔ خرمن سے دانہ اور سمندر سے قطرہ ہی عقلمندوں کے لئے کافی ہوتا ہے۔ تو بھلا ان ان گنت موتیوں کو کس طرح جمع کرسکتا ہے۔ جس نور کی یہ کرنیں ہیں اُس نور کے دیکھنے کی تمنا ہے تو چل میرے ساتھ چل۔ عاشق جان روانہ ہوئی۔ ۱۸۔ نومبر سنہ ۱۹۱۴ء کو دنیا کو چھوڑا اور بہشت کو آباد کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

منتظر آنکھیں سیرۃ کی تکمیل دیکھتی رہ گئیں۔

اشکِ پیہم سے دامانِ عالم تر ہوا۔ شبلی کی وفات سے دنیا میں کہرام مچ گیا۔ ہندوستان۔ مصر۔ جرمن۔ انگلستان

Marfat.com

ہیں ماتم ہوا۔ کسی نے کہا۔ کہ تاریخ کا تنہا جوہری چل بسا۔ تاریخ شاعری کا موجد کوچ کر گیا۔ علم کلام کا عُقاب آشیانِ تحقیق خالی چھوڑ گیا۔ انشا پردازی کا شہسوار غائب ہو گیا۔ نہیں! وہ آفتاب جو ہنگامۂ مشرق کی سرخی میں نمودار ہوا تھا۔ محاربۂ مغرب کی لالہ کاری میں غروب ہو گیا ؛

غلام عباس۔ ایم۔ اے

Marfat.com

کلامِ شبلی

عدلِ جہانگیری

قصرِ شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گزر،
ایک دن، نورجہاں، بام پہ تھی جلوہ فگن،
کوئی شامت زدہ رہگیر اُدھر آ نکلا
گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن،
غیرتِ حسن سے بیگم نے طمنچہ مارا
خاک پر ڈھیر تھا اک کشتۂ بے گور و کفن،
ساتھ ہی شاہ جہانگیر کو پہنچی جو خبر
غیظ سے آ گئے ابروئے عدالت پہ شکن
حکم بھیجا کہ کنیزانِ شبستانِ شہی

Marfat.com

جا کے پوچھ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن

نخوتِ حسن سے اس بیگم نے بصد ناز کہا

"میری جانب سے کرو عرض یہ آئینِ حسن"

ہاں! مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں،

مجھ سے ناموسِ حیا نے یہ کہا تھا کہ بزن

اس کی گستاخ نگاہی نے کیا اس کو ہلاک

کشورِ حسن میں جاری ہے یہی شرعِ کہن

مفتیٔ دیں سے جہانگیر نے فتوے پوچھا

کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جائے سخن

مفتیٔ دیں نے یہ بےخوف و خطر صاف کہا

شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اُڑا دو گردن،

لوگ دربار میں اس حکم سے تھرا اُٹھے

Marfat.com

پر جہانگیر کی ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن،
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر،
پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں
اور جلاد کو دیں حکم کہ ہاں تیغ بزن،
یہ وہی نور جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی
تھی جہانگیر کے پردہ میں شہنشاہِ زمن
اس کی پیشانیٔ نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ
جا کے بن جاتی تھی اوراقِ حکومت پہ شکن
اب نہ وہ نور جہاں ہے نہ وہ اندازِ غرور
نہ وہ غمزے ہیں، نہ وہ عربدۂ صبر شکن!
اب وہی پاؤں ہر اک گام پہ تھراتے تھے،

Marfat.com

جن کی رفتار سے پامال تھے مرغانِ چمن،

ایک مجرم ہے کہ جن کا کوئی حامی نہ شفیع

ایک بیکس ہے کہ جس کا نہ کوئی گھر نہ وطن

خدمتِ شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام،

خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اک امرِ حسن

مفتیٔ شرع سے پھر شاہ نے فتوے پوچھا

بولے جائز ہے رضا مند ہوں گر بچّہ و زن

وارثوں کو جو دیے لاکھ درم "بیگم" نے

سب نے دربار میں کی عرض کہ اے شاہِ زمن!

ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص!

قتل کا حکم جو رک جائے تو ہے مستحسن

ہو چکا جبکہ شہنشاہ کو پورا یہ یقیں

Marfat.com

کہ نہیں اس میں کوئی بستہ ٔ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سوئے حرم
تھی جہاں نور جہاں معتکف بیتِ حزن،
دفعتاً پاؤں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا
تو اگر کشتہ شدی آہ چہ میکردم من!

خلافتِ فاروقی

عام الرمادہ کہتے ہیں جس کو عرب میں لوگ
عہدِ خلافتِ عمری کا وہ سال تھا،
اُس سال قحط عام تھا ایسا کہ ملک میں
لوگوں کو بھوک پیاس سے جینا محال تھا
پانی کی ایک بوند نہ ٹپکی تھی ابر سے
ہر خاص و عام سخت پراگندہ حال تھا
اعراب کی تمام حشرات زمیں پہ تھی

Marfat.com

سب اٹھ گیا جو فرق حرام و حلال تھا

تشویش سب سے بڑھ کے جنابِ عمرؓ کو تھی
ہر دم اسی کی فکر۔ اسی کا خیال تھا

تدبیر لاکھ کی تھی مگر رک سکا نہ قحط
گو انتظام ملک میں ان کو کمال تھا

معمول تھا جنابِ عمرؓ کا۔ کہ متصل
کرتے تھے گشت۔ رات کو۔ سونا محال تھا

اک دن کا واقعہ ہے کہ پہنچے جو دشت میں
کوسوں تلک زمین پہ خیموں کا جال تھا

بچے کئی تھے ایک ضعیفہ کی گود میں،
جن میں کوئی بڑا تھا۔ کوئی خردسال تھا

دیکھا جو اُس کو یہ کہ پکاتی ہے کوئی چیز
جاتا رہا جو طبعِ حزیں پر۔ ملال تھا

سمجھے کہ اب وہاں تک کی حالت نہیں رہی
کم ہو چلا ہے قحط کا جو اشتعال تھا

Marfat.com

پوچھا خود اُس سے جاکے تو رونے لگی کہ آہ
کیا آپ کو غذا کا بھی یاں احتمال تھا
بچّے یہ تین دن سے تڑپتے ہیں خاک پر
میں کیا کہوں زبان سے جو اِن کا حال تھا
مجبور ہو کے اُن کے بہلنے کے واسطے
پانی چڑھا دیا ہے، یہ اُس کا اُبال تھا
ان سے یہ کہہ دیا ہے کہ اب مطمئن رہو
کھانا یہ پک رہا ہے۔ اسی کا خیال تھا
بے اختیار رونے لگے حضرتِ عمرؓ
بولے کہ یہ مرے ہی کیے کا وبال تھا
جو کچھ کہ ہے یہ سب ہے مری شامتِ عمل
ازبس گنہگار مرا بال، بال، تھا
بازار جا کے لائے سب اسباب آب و نان
جو زخمِ قحط کا سببِ اندمال تھا
چولہے کے پاس بیٹھ کے خود پھونکتے تھے آگ

Marfat.com

پھر [illegible]

بچوں سے [illegible]

ایک ایک بوند [illegible] سے [illegible]

تھی وہ زنِ ضعیف سراپا زبانِ [illegible]

یاں حضرت عمر کو وہی انفعال تھا

غیرت زدہ عمر کو یہ [illegible] تجھ سے [illegible]

جو کچھ گذر رہا ہے یہ [illegible] کا وبال [illegible]

مساوات اسلام

بدر میں معرکہ آرا جب [illegible]

عتبہ ابنِ ربیعہ [illegible]

[illegible]

Marfat.com

سر میداں کوئی تم میں ہو تو نکلے باہر
سن کے یہ لشکر اسلام سے نکلے بہم
تین جانباز کہ ایک ایک تھا اس کا ہمسر
سامنے آئے جو یہ لوگ تو عتبہ نے کہا،
کس قبیلہ سے ہو گیا ہے نسب جد و پدر؟
بولے، ہم وہ ہیں کہ ہے نام ہمارا انصار
ہم ہیں شیدائی اسلام ہے ہر فرد بشر
جاں نثاران رسول عربی ہیں ہم لوگ
اک اشارہ ہو تو ہم کاٹ کے رکھ دیتے ہیں سر
بولا عتبہ، کہ بجا کہتے ہو۔ جو کہتے ہو،
مگر افسوس کہ معذور ہے اولاد مضر
تم سے لڑنا تو ہمارے لئے ہے مایۂ عار
نہیں تیغ قریشی کے سزاوار یہ سر
کہہ کے یہ سرور عالم سے کیا استخطاب
اے محمد! یہ نہیں شیوۂ ارباب ہنر

Marfat.com

جنگ نا جنس سے مقصود نہیں ہم اہل قریش
بھیج انکو جو ہوں رتبے میں ہمارے ہمسر

آپ کے حکم سے انصار پھر آئے صف میں
حمزہ و حیدر کرار نے لی تیغ و سپر

ان سے عتبہ نے جو پوچھا نسب و نام و نشاں
بولے یہ لوگ کہ ہاشم کے ہیں ہم لخت جگر

بولا عتبہ کہ نہیں جنگ سے اب ہم کو گریز
آؤ اب تیغ قریشی کے دکھائیں جوہر

یا یہ حالت تھی کہ تلوار بھی تھی طالب کفو،
یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر،

بارگہ نبوی کے جو مؤذن تھے، بلال
کر چکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر

جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینے ہی میں
جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر

میں غلام حبشی اور [illegible]

136945

Marfat.com

یہ بھی سُن لو کہ مرے پاس نہیں دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے
ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل سے منظور
جس طرف اُس حبشی زادہ کی اُٹھتی تھی نظر
عہدِ فاروق میں جسدن کہ ہوئی اُنکی وفات
یہ کہا حضرت فاروق نے بادیدۂ تر،
اُٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا،
اُٹھ گیا آج نقیبِ حشم پیغمبر

عدلِ فاروقی کا واقعہ

ایک دن حضرتِ فاروق نے منبر پہ کہا
میں تمہیں حکم جو کچھ دوں تو کروگے منظور
ایک نے اُٹھکے کہا یہ کہ "نہ مانینگے کبھی"

Marfat.com

چادریں مالِ غنیمت [illegible]
صحنِ مسجد میں وہ تقسیم [illegible]

ان میں ہر ایک کے حصے میں فقط ایک ملی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ [illegible]

اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور

مختصر تھی وہ ردا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں ترا جسم نہ ہوگا مستور

اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے [illegible]
تو خلافت کے مقابل ہے [illegible]

گرچہ وہ [illegible]
[illegible] کے سب [illegible]

روک دے [illegible]
نقشِ عدل و مساوات [illegible]

Marfat.com

اپنے فرزند سے فاروقِ معظم نے کہا
تم کو ہے حالتِ اصلی کی حقیقت یہ عیور
تم ہی دے سکتے ہو اس کا مری جانب سے جواب
کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربِّ غفور
بولے یہ ابن عمر سب سے مخاطب ہو کر
اس میں کچھ والدِ ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا ان کا لباس
کر سکی اسکو گوارا نہ مری طبعِ غیور
اپنے حصہ کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور
نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ ہاں اے فاروق
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اُسے مانینگے ضرور

Marfat.com

اظہار و قبولِ حق

وارث عدل پیمبر عمرؓ ابن خطاب

بیچ تھی جنکے لیئے منزلت تاج و سریر

مجمع عام میں لوگوں سے اُنھوں نے یہ کہا

مہر باندھو نہ زیادہ کہ ہے یہ تھی تبذیر

جسقدر تم کو ہو مقدور وہیں تک باندھو

حکم یہ عام ہے سب کو امرا ہوں کہ فقیر

ایک بڑھیا نے وہیں ٹوک کے فوراً یہ کہا

تجھ کو کیا حق ہے جو کرتا ہے تو ایسی تقریر

صاف قرآن میں "قنطار" کا لفظ آیا ہے،

تجھ کو کیا حق ہے کہ اس لفظ کی کر دے تغیر؟

لاکھ تک بھی ہو تو کہہ سکتے ہیں اس کو قنطار

تھا یہ اک ولولہ کہ اس نے [illegible]

Marfat.com

سرنگوں ہو کے کہا حضرت فاروقؓ نے آہ!
میں نہ تھا اس سے جو واقف تو یہ میری تقصیر

آنحضرتؐ کی غربا نوازی

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز، نہ کوئی غلام تھا،
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں
چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا۔ مگر نیل فام تھا
اَٹ جاتا تھا لباسِ مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جنابِ رسولِ خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذنِ عام تھا،

Marfat.com

الزام ... [illegible]

پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا فضہ نے
کل کس لئے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت سے ... کہ اب بھی نہ کچھ بول سکیں
حیدر نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا

ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن
جن کا کہ صفۂ نبوی میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز
ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا

جو جو مصیبتیں کہ اب اُن پر گزرتی ہیں سب
میں اس کا ذمہ دار تھی میرا یہ کام تھا
[illegible]
[illegible]
خاموش ... [illegible]

Marfat.com

جرأت تھی کربلا میں ادب کا مقام تھا،
یوں کی ہی اہلبیت مطہّر نے زندگی،
یا ماجرائے دختر خیرالانام تھا،

ایثار کی اعلیٰ ترین نظیر

کافروں نے یہ کیا جنگ اُحد میں مشہور
کہ پیمبر بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ دودم،
ہو کے مشہور مدینہ میں جو پہنچی یہ خبر
ہر گلی کوچہ تھا ماتم کدۂ حسرت و غم
ہوکے بیتاب گھروں سے نکل آئے باہر
کودک و پیر و جوان و خدم و خیل و حشم
وہ بھی نکلیں کہ جو تھیں پردہ نشینانِ عفاف
جن میں تھیں سیدۂ پاک بھی با دیدہ نم
ایک خاتون کہ انصار کی تھی نام سے تھیں

Marfat.com

سخت مضطر تھیں نہ تھے ہوش ٹھکانے ہم

موقع جنگ پہ پہنچیں تو کچھ لوگوں نے کہا
کیا کہیں تجھ سے کہ کہتے ہوئے شرماتے ہیں ہم

تیرے بھائی نے لڑائی میں شہادت پائی
تیرے والد بھی ہوئے کشتۂ شمشیرِ ستم

سب سے بڑھ کر یہ کہ شوہر بھی ہوا تیرا شہید
گھر کا گھر صاف ہوا ٹوٹ پڑا کوہِ الم

اُس عفیفہ نے یہ سب سُن کے کہا تو یہ کہا
یہ تو بتلاؤ کہ کیسے ہیں شہنشاہِ امم

سب نے دی اسکو بشارت کہ سلامت ہیں حضور
گرچہ زخمی ہیں سر و سینہ و پہلو و شکم

بڑھ کے اُس نے رخِ اقدس کو جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہیں سب رنج و الم

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا
اے شہِ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

Marfat.com

ہجرتِ نبوی

جب کہ آمادۂ خوں ہو گئے کفارِ قریش
اجرم سرورِ عالم نے کیا عزمِ سفر،
کوئی نوکر تھا، نہ خادم، نہ برادر۔ نہ عزیز
گھر سے نکلے بھی تو اس شان سے نکلے سرور
اک فقط حضرتِ بوبکرؓ تھے ہمراہ رکاب
ان کی اخلاص شعاری تھی جو منظورِ نظر،
رات بھر چلتے تھے دن کو کہیں چھپ رہتے تھے
کہ کہیں دیکھ نہ پائے کوئی آمادۂ شر
چونکہ سو اونٹ کا انعام تھا قاتل کے لئے
آپ کے قتل کو نکلے تھے بہت طالبِ زر
انہی لوگوں میں سراقہ خلف جعشم تھے،
جن کو فاروق نے اک روز پہنائے تھے گہر

Marfat.com

تین دن رات رہے [illegible]

تھا جہاں عقرب و افعی کی [illegible]

نسیم جاں۔ عجب [illegible]

ان مصائب میں ہوئی [illegible]

یاں مدینہ میں ہوا غل کہ رسولؐ آتے ہیں [illegible]

راہ میں آنکھیں بچھانے لگے اربابِ نظر [illegible]

لڑکیاں گانے لگیں شوق میں آ کر اشعار

نغمہائے "طلع البدر" سے گونج اٹھے گھر

ماں کی آغوش میں بچے بھی مچل جانے لگے

نازنینانِ حرم بھی نکل آئیں [illegible]

آلِ نجار کے [illegible]

[illegible]

دفعتہً کوکبۂ شاہِ رسالت [illegible]

غل ہوا صلِّ علیٰ [illegible]

Marfat.com

جلوۂ طلعتِ اقدس جو ہوا عکس فگن
دفعتاً تار شعاعی تھا ہر اک تارِ بصر

طور سے حضرتِ موسیٰ کی صدا آتی تھی
آج اک اور جھلک سی مجھے آتی ہے نظر

سب کو تھی فکر کہ دیکھیں یہ شرف کسکو ملے
میہماں ہوتے ہیں کس اوج نشیں کے سرورؐ

سینے کہتے تھے کہ خلوت گہہ دل حاضر ہے
آنکھیں کہتی تھیں کہ وا اور بھی تیار ہیں گھر

ہاں مبارک تجھے اے خاکِ حریمِ نبوی،
آج سے تو بھی ہوئی خاکِ حرم کی ہمسر!

صلّ یا ربّ علیٰ خیرِ نبیؐ و رسولؐ
صلّ یا ربّ علیٰ افضلِ جنّ و بشر

Marfat.com

[illegible]

ہند تھی پردہ نشین [illegible]

لقب ہند جگر خوار [illegible]

بارگاہ نبوی میں وہ ہوئی جب حاضر

اس ارادہ سے کہ ہو داخل ارباب [illegible]

عرض کی خدمت اقدس میں کہ اے ختم رسل

دین اسلام ہے مجھ کو بدل و جان [illegible]

آپ [illegible]

[illegible]

آپ نے لطف و عنایت سے [illegible]

پہلی یہ بات کہ [illegible]

دوسری [illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] ہوا [illegible] اولاد کا قتل

اس شقاوت سے [illegible] کو بچایا ہے ضرور

عرض کی [illegible] ہے کہ اے شمع شبستان رسل

یہ وہ موقع ہے کہ عاجز ہے یہاں فہم و شعور

میں نے اولاد کو پالا تھا بڑی محنت سے،

میں انہیں آنکھ میں رکھتی تھی کہ تھے آنکھ کا نور

بدر میں قتل انہیں حضرتِ والا نے کیا

ہم سے کیا عہد اب اسبات کا لیتے ہیں حضور

گرچہ یہ سوءِ ادب تھا غلطی پر مبنی،

گرچہ یہ بات تھی خود شیوۂ انصاف سے دور

اس کی اولاد نے خود جنگ میں کی تھی سبقت

لڑکے مارا کوئی جائے تو یہ کس کا ہے قصور

لیکن آزادیٔ افکار تھی ازبسکہ پسند

آپ نے فرطِ کرم سے اسے رکھا معذور

Marfat.com

تعمیر مسجد نبوی

ہجرت کے بعد آپ نے پہلا کیا جو کام
تعمیر سجدہ گاہِ خدائے انام تھا

اک قطعۂ زمیں تھا کہ اس کام کے لئے
واقع میں ہر لحاظ سے موزوں مقام تھا

وہ قطعۂ زمیں تھا یتیموں کی ملک خاص
ہر چند قبرگاہ و گزرگاہِ عام تھا

چاہا حضورؐ نے کہ بہ قیمت خرید لیں
اُن کے مربیوں سے کہا جو پیام تھا

ایتام نے حضور میں آ کر یہ عرض کی
یہ چیز ہی ہے کیا کہ جو حاجت تمام تھا

[illegible]
[illegible]

لیکن حضور نے نہ گوارا کیا، اسے
منت کشی سے آپکو پرہیز تام تھا
احسان اور وہ بھی یتیمانِ زار کا
بالکل خلافِ طبعِ رسولِ انام تھا
بارہ ہزار سکۂ رائج عطا کیئے،
یہ تھا وہ خلق جس سے مخالف بھی رام تھا
سامان جو ضرور ہیں تعمیر کے لئے
اب ان کی فکر مشغلۂ صبح و شام تھا
مزدور کی تلاش بھی تھی سنگ و گل کی بھی
ازبسکہ جلد بننے کا خاص اہتمام تھا،
انصارِ پاک اور مہاجر تھے جس قدر
مزدور بن گئے کہ خدا کا یہ کام تھا،
ک اور نفسِ پاک بھی ان سب کا تھا شریک
آب و گل کے شغل میں بھی شاد کام تھا،
کندھوں پہ اپنے لادکے لاتا تھا سنگ و خشت

Marfat.com

سینہ ...

سمجھے کچھ آپ کون ...

یہ خود وجود پاک رسول انام تھا

جو وجہ آفرینش افلاک و عرش تھا

جس کا کہ جبرئیل بھی ادنیٰ غلام تھا

صلوٰۃ علی النبی و صحابہ الکرام

اس نظم مختصر کا یہ مسک الختام تھا

ہمارا طرز حکومت

کبھی ... بھی کی تھی حکمرانی اس نما ...

مگر وہ حکمرانی ... تھا ...

Marfat.com

اگرچہ آپ بھی وہ صاحب وہیم وافسر تھا
ولی عہد حکومت اور خود شاہنشہ اکبر
گئے انبیر تک جو تختگاہ ملک و کشور تھا،
اُدھر راجہ کی نور دیدہ گھر میں حجلہ آرا تھی
ادھر شہزادہ پر چتر عروسی سایہ گستر تھا
دُلہن کو گھر سے منزل گاہ تک اس شان سے لائے
کہ کوسوں تک زمیں پر فرش دیبائے مشجر تھا
دُلہن کی پالکی خود اپنے کندھوں پر جو لائے تھے
وہ شاہنشاہ اکبر اور جہانگیر ابن اکبر تھا
یہی ہیں وہ شمیم انگیزیاں عطرِ محبت کی
کہ جن سے بوستان ہند برسوں تک معطر تھا
تمہیں لے دیکے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
کہ عالمگیر ہندو کش تھا، ظالم تھا، ستمگر تھا

Marfat.com

اسلامی نظام

جب ولی عہد ہوا تختِ حکومت کا یزید
عاملِ یثرب و بطحا کو یہ پہنچے احکام

کہ ولی عہد کا بھی اب سے پڑھے نام ضرور
خطبہ پڑھتا ہے حریمِ نبوی میں جو امام

وقت آیا تو چڑھا پایۂ منبر پہ خطیب
اور کہا یہ کہ یزید اب ہے امیرِ اسلام،

یہ نئی بات نہیں ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ
جانشیں کر گئے جب موت کا پہنچا پیغام

اُٹھ کے فرزندِ ابوبکرؓ نے فوراً یہ کہا
سربسر کذب ہے یہ اے خلفِ نسلِ لئام

جھوٹ ہے یہ کہ یہ سنت ہے ابوبکرؓ و عمرؓ
ہاں مگر قیصر و کسریٰ کی ہے یہ سنتِ عام

Marfat.com

اپنے بیٹے کو بنایا تھا خلیفہ کس نے؟
ایسی بدعت کا نہیں مذہب اسلام میں نام
یہ طریقہ متوارث ہے تو کفار میں ہے
ورنہ اسلام ہے اک مجلس شوریٰ کا نظام
شانِ اسلام ہے شخصیتِ ذاتی سے بعید،
شرع میں سلطنتِ خاص ہی ممنوع و حرام
اس سے بھی قطع نظر نسل عرب ہیں ہم لوگ
وہ کوئی اور ہیں جو ہوتے ہیں شاہوں کے غلام

انصافِ عمرؓ

پسر عبد عزیز اموی
عدل میں ثانی ابن الخطاب
جب ہوا تخت خلافت انکو
ہو گیا گلشن گیتی شاداب
ایک شب گھر سے چلے بہر نماز
پڑ گیا جب رخ عالم پہ نقاب
کوئی آوارہ وطن تند مزاج
صحن مسجد میں تھا آلودہ خواب

Marfat.com

پاؤں کا انکے لہو کا جو ...

خبر ہو کیا کوئی مجنون ...

ہنس کے فرمایا کہ مجنون نہیں

ہاں مگر ہوگئی مجھ سے تقصیر

چوبداروں نے کیا اُسکو اسیر

آپ نے روکدیا اُن کو وہیں

اس نے اک بات فقط پوچھی تھی

بات قطعی تو نہیں اُس نے کہی

اتنی سی بات پہ یہ جوش غضب

... پوچھا تھا یہ مجھ میں جنون ...

آپ ہی عفو کا طالب ...

چاہتے ہیں یہ مجھے کہدیں اسکو جواب

پھر کہا اُن سے یہ آہستہ خطاب

جو مناسب تھا دیا میں نے جواب

پوچھنا کچھ نہیں شایان عتاب

اتنی سی بات پہ یہ جیتم ...

بیکسوں کو میں ستاؤں کیونکر

مجھکو دنیا ہے تمہاری یہیں حساب

تجربہ دل افروز

... ...

... ...

Marfat.com

تنزلِ اسلام کا سبب

لوگ کہتے ہیں کہ یہ بات ہے اب امرِ صریح
کہ زمانہ میں کہیں عزتِ اسلام نہیں،
آپ جائینگے جہاں قوم کو پائیں گے ذلیل
اس میں تخصیص عراق و عرب و شام نہیں
یہ بھی ظاہر ہے کہ ہیں مختلف الحال یہ لوگ
کوئی چیز ان میں جو ہو مشترکِ عام نہیں،
ایشیائی ہے اگر یہ تو وہ ہے افریقی
اور کوئی رابطۂ نامہ و پیغام نہیں،
لالہ رُخ یہ ہے تو زنگی و سیہ فام ہے وہ
یہ سمن بر ہے وہ موزون و خوش اندام نہیں
[illegible] ان کے احباب راحت میں بسر کی ہے عمر
[illegible] آسائش و آرام نہیں

Marfat.com

وہ ازل سے ہے کمند افگن کشتی غیر نواز
اس کو جز عیش کسی چیز سے کچھ کام نہیں

خوان و ایوان سے بھی کچھ نہیں ہوتی اسکو
اس کو گر نان جویں بھی ہو تو ابرام نہیں

اس نے یورپ کے مدارس میں جو سیکھے ہیں علوم
وہ ابھی ابجد تعلیم سے بھی رام نہیں

اس قدر فرق و تفاوت پہ بھی ہے عام یہ بات
قوم کا دفتر عزت میں کہیں نام نہیں

پس اگر غور سے دیکھو تو بجز مذہب و دیں
ہم مسلمانوں میں کوئی صفت عام نہیں

ان اصولوں کی بنا پر یہ نتیجہ ہے صریح
سبب پستی اسلام جز اسلام نہیں

ان مسائل میں ہی کچھ ژرف نگاہی درکار
یہ حقایق ہیں تماشائے لب بام نہیں

غور کرنے کے لئے فکر و تعمق ہے ضرور

Marfat.com

منزلِ خاص ہے یہ، رہ گزرِ عام نہیں

بحثِ مافیہ میں پہلی غلطی یہ ہے کہ آپ
جس کو اسلام سمجھتے ہیں وہ اسلام نہیں

آپ کھانے کو بتا دیتے ہیں پہلے مسموم
پھر یہ کہتے ہیں غذا موجبِ اسقام نہیں

اعتقادات میں ہے سب سے مقدم توحید،
آپ اس وصف کو ڈھونڈیں تو کہیں نام نہیں

کون ہے شائبۂ کفر سے خالی اس وقت
کون ہے جو کہ فریبِ ہوسِ خام نہیں

آستانوں کی زیارت کے لئے شدِّ رحال
اس میں کیا شان پرستاریِ اصنام نہیں

کیجیے مسئلۂ شرکِ نبوت پہ جو غور
کفر میں بھی یہ جہانگیریِ اوہام نہیں

اب عمل پر جو نظر کیجیے آئے گا نظر
کہ کسی ملک میں پابندیِ احکام نہیں

Marfat.com

اغنیا کی ہے یہ حالت ...

جس کے جو ...

نص قرآں سے مسلماں ہیں بھائی بھائی

اس اخوت ہیں ...

یاں یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہے بھائی دشمن

کونسا گھر ہے جہاں یہ روش عام نہیں

نہ کہیں صدق و دیانت ہے نہ پابندی عہد

دل میں انصاف نہ پابندیٔ حدود شام نہیں

آیت فاعتبروا پڑھتے ہیں ہر روز مگر

علماء کو خبر گردش ایام نہیں

الغرض عام ہے ...

صاف یہ بات ہے ...

ان حقائق کی ...

...

Marfat.com

جرأتِ صداقت

مدتوں حضرت عباسؓ بھی تھے شاملِ کفر
کم سے کم یہ کہ رسالت پہ نہ تھا اُن کو یقیں
بدر میں آ کے لڑے اور گرفتار ہوئے
بسکہ تقدیر میں تھی خانۂ زنداں کی زمیں
قیدیوں کے لیے جو گھر کہ ہوا تھا تیار
اتفاقات سے تھا خانۂ مسجد کے قریں
رات کو حضرت عباسؓ کراہے اکثر
قید کرتے ہوئے لوگوں نے جو مشکیں کس دیں
دیر تک سرورِ عالم کو رہی بے خوابی،
کروٹیں لیتے تھے اور نیند نہ آتی تھی قریں،
وجہ پوچھی جو صحابہؓ نے تو یہ فرمایا
"آتی ہے کان میں عباسؓ کی آوازِ حزیں"

Marfat.com

جب سُنا یہ تو وہیں کھولدئے [illegible]
[illegible]
چین سے حضرت عباسؓ نے [illegible]

تھا انہیں حضرت عباسؓ کا پوتا منصور
جو کہ ایوانِ خلافت میں ہوا تخت نشیں

ایک دن حکم دیا اُس نے کہ اولادِ رسولؐ
ایک جا جمع کئے جائیں جو مل جائیں کہیں

پھر دیا حکم کہ ان سب کو پہنا کر زنجیر
کہہ دو ان سے کہ بنیں خانۂ زنداں کے مکیں

ایک دن سیر کو اس شان سے نکلا منصور
پا بہ زنجیر تھے سادات لیا [illegible]

ساتھ ساتھ آتے تھے پیدل جگر و جانِ رسولؐ
اور منصور تھا [illegible]

ایک نے مجمع سادات سے بڑھ کر یہ کہا
گرچہ اس لطف کے مشکور ہیں ہم خاک نشیں
غزوۂ بدر میں لیکن جو کیا [illegible]

شغل تکفیر

اک مولوی صاحب سے کہا میں نے کہ کیا آپ
کچھ حالتِ یورپ سے خبردار نہیں ہیں،
آمادۂ اسلام ہیں لندن میں ہزاروں
ہر چند ابھی مائل اظہار نہیں ہیں
تقلید کے پھندوں سے ہوئے جاتے ہیں آزاد
وہ لوگ بھی جو داخل احرار نہیں ہیں
جو نام سے اسلام کے ہو جاتے ہیں برہم
اُن میں بھی تعصب کے وہ آثار نہیں ہیں،
افسوس مگر یہ ہے کہ واعظ نہیں پیدا
یا ہیں تو بقول آپ کے دیندار نہیں ہیں
کیا آپ کے زمرہ میں کسی کو نہیں یہ درد
کیا آپ بھی اس کے لئے تیار نہیں ہیں؟
جھلا کے کہا یہ۔ کہ یہ کیا سوءِ ادب ہے

Marfat.com

کہتے ہو وہ باتیں جو سزاوار نہیں ہیں
کرتے ہیں شب و روز مسلمانوں کی تکفیر
بیٹھے ہوئے کچھ ہم بھی تو بیکار نہیں ہیں

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو!
دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا کہ جس نے دم میں
کردیا ذرۂ افسردہ کو ہمرنگِ شرار
ہے یہ وہ قوتِ پُر زور کہ جس کی ٹکرار
سنگِ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشتِ غبار
اس کی زد کھا کے لرز جاتی ہے بنیادِ زمیں
اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراقِ دیار
یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچّے،
کھیلنے جاتے تھے ایوانِ کسریٰ میں شکار

Marfat.com

وہ الٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں،
جن کے ہاتھوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار

اس کی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم
بن گئی دہر میں جاکر چمن آرائے بہار

یہ اسی کا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن
فاش کرنے لگے جبریلِ امیں کے اسرار،

یا کوئی جاذبۂ ملک و وطن تھا جس نے
کردیئے دم میں قوائے عمل سب بیدار

ہے اسی مے سے یہ سرمستیٔ احرارِ وطن
ہے اسی نشہ سے یہ گرمیٔ ہنگامۂ کار،

آپ دونوں سے کئے دیتے ہیں ہم کو محروم
نہ سیاست ہی نہ ناموس شریعت کا وقار

مدتوں بحث سیاست کی اجازت ہی نہ تھی،
گو وفاداریٔ مسلم کا تھا یہ خاص وقار

اب اجازت ہے مگر دائرۂ بحث ہی یہ

Marfat.com

کہ گورنمنٹ سے اس بات کی ہو عرضگزار
ہم کو پامال کیے دیتے ہیں ابنائے وطن،
ڈر ہے پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور
کہ مناصب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار
اب رہا جذبۂ دینی تو وہ اس طرح مٹا
کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں طرز میں اخلاق میں سیرت میں کہیں
نظر آتے نہیں کچھ حرمتِ دیں کے آثار
آپ نے ہمکو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم
اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار،
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا
کہ نہ گھٹتا کبھی ناموسِ شریعت کا وقار
ہم نے پہلے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم
ہم نے پہلے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار

Marfat.com

نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے ہرچند
تھے فلاطون ؔاٰلہی کے بھی گوشکر گزار
جانتے تھے مگر اس بات کو بھی اہلِ نظر
کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنے یہ بادۂ عرفاں کے نہیں ذوق شناس
بزمِ اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار
آج ہر بات میں ہے شانِ تفرج پیدا
آج ہر رنگ میں یورپ کے نمایاں ہیں شعار
ہیں شریعت کے مسائل بھی وہیں تک مقبول
کہ جہانتک انہیں معقول بنائیں اغیار

احرار قوم اور طفلِ سیاست

یہ اعتراض آپ کا بیشک صحیح ہے
احرارِ قوم میں ہیں بہت خامیاں ابھی،
چلتے ہیں تھوڑی دور ہر اک راہرو کے ساتھ

Marfat.com

گم گشتہ طریق ہے یہ کارواں ابھی،

زود اعتقادیاں ہیں، تلون ہے وہم ہے
ہو جاتے ہیں ہر ایک سے یہ بدگماں ابھی

دل میں نہ عزم ہے نہ ارادوں میں ہے ثبات
جھیلے نہیں ہیں معرکۂ امتحاں ابھی

سب اعتدالیاں ہیں ادائے کلام میں،
باہر ہے اختیار سے ان کے زباں ابھی

ہر دم ہیں گو مسائل ملکی زبان پر،
ان میں سے ایک بھی تو نہیں نکتہ داں ابھی

یہ سب بجا درست۔ مگر سچ تو پوچھئے
جو کچھ کہ ہے یہ ہے اثر رفتگاں ابھی،

یہ ہے اسی سیاست پارینہ کا اثر
گو شمع بجھ چکی ہے مگر ہے دھواں ابھی

موزوں نہیں ہے جنبش اعضا تو کیا عجب،
شب کے خمار کی ہیں یہ انگڑائیاں ابھی،

Marfat.com

چلنے میں لڑکھڑاتے ہیں اک اک قدم پہ پاؤں
چھوٹے ہیں قید سخت سے یہ سخت جاں ابھی

بیکار کر دیے تھے جو خود بازوئے عمل
گو کھینچتے ہیں، پر نہیں کھنچتی کماں ابھی

آئے کہاں سے قوتِ رفتار پاؤں میں
کچھ بیڑیاں ہیں پاؤں کی بندِ گراں ابھی

غوغا ہے کچھ مباحث ملکی نہیں ہیں یہ
اک طفل ہے سیاستِ ہندوستاں ابھی

منکر مے بودن وہم رنگ مستاں زیستن

معترض ہیں مجھ پہ میرے مہربانانِ قدیم
جرم یہ ہے میں نے کیوں چھوڑا وہ آئینِ کہن

میں نے کیوں لکھے مضامینِ سیاست بے محل
کیوں نہ کی تقلیدِ طرزِ رہنمایانِ زمن؟

Marfat.com

کانگریس سے مجھ کو اظہارِ بغاوت کیوں نہیں
کیوں حقوقِ ملک میں ہوں ہندوؤں کا ہم سخن،
خیر میں تو شامتِ اعمال سے جو ہوں وہ ہوں
آپ تو فرمائیے، کیوں آپ نے بدلا چلن،
آپ نے شملہ میں جا کے کی تھی جو کچھ گفتگو،
ماحصل اس کا فقط یہ تھا بس از تمہیدِ فن،
سعی بازو سے ملیں جب ہندوؤں کو کچھ حقوق،
اُس میں کچھ حصہ ملے ہم کو بھی، بہرِ پنجتن،
یعنی جا کر شیر جب جنگل سے کر لائے شکار،
لومڑی پہنچے کہ کچھ مجھکو بھی سرکارِ زمن!!
لیکن اب تو آپ کی بھی کھلتی جاتی ہے زباں
آپ بھی اب تو اڑاتے ہیں وہی طرزِ سخن
اب تو مسلم لیگ کو بھی خواب آتے ہیں نظر
اب تو ہے کچھ اور طرزِ نغمۂ مرغِ چمن،
ملک پر اپنی حکومت چاہتے ہیں آپ بھی،

Marfat.com

تھا یہی تو منتہائے فکرِ یارانِ وطن،
آپ نے بھی اب تو نصب العین رکھا ہو وہی
کانگریس کا ابتدا سے ہے جو موضوعِ سخن
آپ بھی تو جادۂ (سیّد) سے اب ہیں منحرف!
اب تو اوراقِ وفا پر آپ کے بھی ہے شکن
جب یہ حالت ہے تو پھر ہم پر ہی کیوں چشمِ عتاب
منکرے بودن و ہمرنگِ مستاں زیستن

خطاب بحضور وائسرائے

اے ہمایوں گہر افسر و اورنگِ شہی
وہ کیا تو نے جو آئینِ جہانبانی ہے،
تو نے ظاہر میں رعایا سے جو کھائی ہے شکست
یہ حقیقت میں ظفر مندیِ سلطانی ہے
تو نے سمجھا کہ رعایا کا وہ انبوہ وہ جوش
گرچہ جائز نہ سہی جذبۂ انسانی ہے،

Marfat.com

تیرے لطف و کرمِ عام نے دیدی یہ ندا
کوئی مجرم ہے نہ قیدی ہے نہ زندانی ہے،
تو نے اک آن میں گرتا ہوا گھر تھام لیا
بازو و نہیں یہ ترے زورِ جہانبانی ہے
بات رکھ لی تری تقریر نے حکام کی بھی
گرچہ لازم انہیں اظہارِ پشیمانی ہے
تیرے دربار میں پہنچینگے جو اوراق سپاس
ان میں یہ پیشکش شبلی نعمانی ہے
گرچہ مدحِ امراء میں نے نہیں کی ہے کبھی
شکرِ احسان مگر اک فطرتِ انسانی ہے

سادگی

اک روز جرمنوں نے کہا ازرہِ غرور
آساں نہیں ہے فتح تو دشوار بھی نہیں،
برطانیہ کی فوج ہے دس لاکھ سے بھی کم،

Marfat.com

اُسے یہ لطف ہے کہ وہ تیار بھی نہیں

باقی رہا فرانس تو وہ رند لم یزل
آئیں شناس شیوۂ پیکار بھی نہیں

میں نے کہا غلط ہے ترا دعوئے غرور!
دیوانہ تو نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں

ہم لوگ اہل ہند ہیں جرمن سے دُور گئے
تجھ کو تمیز اندک و بسیار بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے ای خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

جنگِ زرگری

کیا لطف ہے کہ حامیِ ندوہ ہیں اب وہ لوگ
جن کو کہ اُس کے کام سے بھی اجتناب تھا

وہ لوگ جنکی رائے میں یہ ندوۂ غریب
ایک بیہودہ خیال تھا یا ایک خواب تھا

Marfat.com

وہ لوگ جنکی رائے میں تعلیم کا یہ طرز
اعلانِ جنگ سیّدِ عالیجناب تھا
وہ لوگ جنکی رائے میں یہ ندوۂ حقیر
تعلیم مغربی کے لئے سدِ باب تھا
وہ لوگ جنکی رائے میں ندوہ کا یہ طلسم،
سر تا قدم فریب دہِ شیخ و شاب تھا
ندوہ کا نام سنکے جو کھاتے تھے پیچ و تاب
جن کے لئے وہ موجبِ رنج و عذاب تھا
حیرت یہ ہے کہ مجمعِ دہلی میں یہ گروہ
ندوہ کے حل و عقد کا نائب مناب تھا
ندوہ پہ حرف گیر جو ہوتا تھا کوئی شخص
وہ اس گروہ پاک کا وقفِ عتاب تھا،
ندوہ میں کوئی نقص بتاتا تھا گر کوئی،
ان کی طرف سے ایک کا سو سو جواب تھا
سیارگانِ چرخِ علی گڑھ تھے پیش پیش

Marfat.com

جنمیں کوئی قمر تھا کوئی آفتاب تھا

حیرت میں تھے تمام تماشائیانِ بزم
یعنی یہ کیا طلسم تھا، کیا انقلاب تھا

ندوہ کہاں، کہاں وہ علی گڑھ کی انجمن
اس بزمِ قدس میں یہ کہاں باریاب تھا

کس دن کی دوستی ہے یہ کب کا ہے ارتباط
یوں کب وہ موردِ کرمِ بے حساب تھا

شایانِ آفریں ہے وہی ندوۂ غریب،
جو مدتوں سے موردِ خشم و عتاب تھا

سرشار ہے حمایتِ ندوہ میں وہ گروہ
جس کو کہ اس کے ذکر سے بھی اجتناب تھا

یہ قصۂ لطیف ابھی ناتمام ہے،
جو کچھ بیاں ہوا ہے یہ آغاز باب تھا

آتا ہے اب معائنۂ ندوہ کا شگن
جو اختراعِ مجمعِ حکمت شعار ہے

Marfat.com

جن میں سے کچھ شریکِ نزاعِ قدیم ہیں
کچھ ابتدا سے بانیٔ آغاز کار ہے،
جن میں سے کوئی محرمِ راز کا شریک
مضمون آفتاب کا مضموں نگار ہے
خود کوزہ گر ہے خود گلِ کوزہ بھی ہے وہی
جو صلح ہے وہی روشِ کارزار ہے
کیا شانِ ایزدی ہے۔ وہی ندوۂ علوم
جو مدعیِ رہبریِ روزگار ہے
جو مایۂ اُمید ہے نسلِ جدید کا
جو کاروانِ رفتہ کی اب یادگار ہے
جس پر یہ حُسنِ ظن ہے کہ یہ مجمعِ کرام
جس کا کہ مصر و شام میں اب تک وقار ہے
آیا تھا جس کے شوق میں وہ فاضلِ عرب
جس کا مرقعِ ادبی "المنار" ہے
چلتے ہیں جس کے نقشِ قدم پر حریف بھی،

Marfat.com

گو اعتراف حق سے ابھی اُن کو عار ہے
جس نے خطابتِ عربی کو دیا رواج
جو فنِ جرح و نقد کا آموزگار ہے
جس نے بدل دیا روش و شیوۂ قدیم
جو رہبرِ طریقۂ اصلاح کار ہے
آتے ہیں اُس کی جانچ کو ناآشنائے فن
یہ انقلابِ گردشِ لیل و نہار ہے
تعلیم مشرقی سے نہیں جن کو کچھ غرض
وہ آب نہ ان کا نازکشِ اقتدار ہے
اربابِ ریش و جبۂ اقدس کا وہ گروہ
اب چند منشیوں کا اطاعت گزار ہے
یہ داستانِ درد یہ افسانۂ الم
ندوہ کا نوحۂ نفسِ احتضار ہے

Marfat.com

خطاب باجرأ

یہ جو لیڈر شکنی آپنے کی، خوب کیا
قوم اب طوقِ غلامی سے ہی بالکل آزاد،
لوگ اب حلقۂ تقلید میں ہوں گے نہ اسیر
ٹوٹ جائیگا طلسم اثر استبداد
ہاں مگر ایک گزارش بھی ہی یہ قابلِ غور
یہ تو فرمائیے اس باب میں کیا ہے ارشاد
بتکدے آپ نے ڈھائے بہت اچھا لیکن
شرط یہ ہے کہ حرم کی بھی تو رکھئے بنیاد
آبلہ قابلِ نشتر تھا۔ یہ مانا۔ لیکن
دیکھئے یہ۔ کہ کہیں زخم میں آئے نہ فساد
آپ کہتے ہیں کہ وہ مجمع ناجائز تھا
خیر جو کچھ تھا، مگر جمع تو تھے کچھ آزاد،
اب کوئی مرکزِ قومی ہے نہ توحیدِ خیال

Marfat.com

نہ کوئی جادۂ مقصد ہے نہ کچھ توشہ و زاد
خوف یہ ہے کہ بکھر جائے نہ شیرازۂ قوم
خوف یہ ہے کہ یہ ویرانہ نہ ہو پھر آباد
ذرے جس طرح سے ہو جاتے ہیں اڑ اڑ کے فنا
یوں ہی ہو جائے گی پھر قوم بھی آخر برباد
نکتہ چینی سے فقط کام نہیں چل سکتا
یہ بھی لازم ہے کہ کچھ کام بھی ہو پیش نہاد
بجا ہے نیز زور ہے لیکن کوئی رگ بھی تو ہو
کام کیا آئے گا نشتر جو نہ ہوگا فصّاد

جزر و مد

دیکھ کر حریت فکر کا یہ دور جدید
سوچتا ہوں کہ یہ آئین خرد ہے کہ نہیں؟
رہنماؤں کی یہ تحقیر یہ انداز کلام
اسمیں کچھ شائبۂ رشک و حسد ہے کہ نہیں؟

Marfat.com

اعتراضات کا انبار جو آتا ہے نظر
اسمیں کچھ قابل تسلیم و سند ہو کہ نہیں
نکتہ چینی کا یہ انداز یہ آئین سخن
بزم تہذیب میں مستوجب رد ہو کہ نہیں؟
جس نئی راہ میں ہیں بادیہ پیما یہ لوگ
کوئی اس جادۂ مشکل کا بلد ہو کہ نہیں؟
شاعروں نے جو نئی آج بچھائی ہے بساط
اسمیں ان پر بھی کہیں سے کوئی زد ہو کہ نہیں؟
پہلے گر شان غلامی تھی تو اب خیرہ سری
اس دورا ہے میں کوئی بیچ کی حد ہو کہ نہیں؟
فیصلہ کرنے سے پہلے میں ذرا دیکھ تو لوں
"جزر" جیسا تھا اسی زور کا "مد" ہو کہ نہیں؟

Marfat.com

تماشائے عبرت

آج کی رات یہ کیوں جمع ہیں احباب بہم
بھیڑ کیا ہے نظر آتا ہے یہ کیسا عالم

نوجوانانِ ہنر پرور و اربابِ ہمم
جوق کے جوق چلے آتے ہیں کیسے پیہم

کچھ سمجھ میں نہیں آتا جو یہ سب سمجھے ہیں
شاید اس بزم کو یہ بزمِ طرب سمجھے ہیں

ہے گماں ان کو کہ آیا ہے تھیٹر کوئی
یا کہ اس سے بھی تماشا ہے یہ بڑھ کر کوئی

اس سبھا میں بھی نظر آئے گا اندر کوئی
مسخرا ان کے بھی آئیگا مقرر کوئی

نقل وہ ہوگی کہ دیکھی نہ سنی ہوگی کبھی
سیر وہ آج کریں گے کہ نہ کی ہوگی کبھی

لہ اس قومی مسدس کو علامہ شبلی نے علیگڈھ میں پڑھا۔

Marfat.com

کوئی کہتا ہے تھیٹر تو نہیں ہے لیکن
ساز و نغمہ بھی نہ ہو سائتہ نہیں ہے ممکن،
راتیں کاٹی ہیں اسی شوق میں تارے گن گن
دیکھیں کیا سیر دکھائیں یہ بزرگانِ سخن،
کچھ نہ کچھ تازہ کرامات تو ہوگی آخر
بوڑھے غمزوں میں کوئی بات تو ہوگی آخر
دوستو کیا تمہیں سچ مچ تھا تھیٹر کا یقیں،
کیا یہ سمجھے تھے کہ پردہ کوئی ہوگا رنگیں،
نظر آئے گی جو سوتی ہوئی اک زہرہ جبیں
آئے گا پھول کے لینے کو ارم کا گلچیں
قوم کی بزم کو یوں کھیل تماشا سمجھے
ہائے گر آپ یہ سمجھے بھی تو بیجا سمجھے،
ہائے افسوس کہ ہو قوم تو یوں خستہ و زار،
مرض الموت میں جس طرح سے کوئی بیمار
نہ معالج ہو کوئی پاس نہ سر پہ غمخوار

Marfat.com

نظر آتے ہوں دم نزع کے سارے آثار
واں تو یہ حال کہ مرنے میں بھی کچھ دیر نہیں
آپ ادھر سیر تماشے سے ابھی سیر نہیں
نوحہ غم ہے یہاں نغمہ عشرت کیسا
ہے یہ عبرت کا سماں جوشِ مسرت کیسا
ہے جنوں خیز یہ ہنگامہ عبرت کیسا
قوم کا حال ہے غفلت کی بدولت کیسا
ہے عجب سیر اگر دیدہ بینا دیکھے
دیکھنا ہو جسے عبرت کا تماشا دیکھے
ہائے کیا سین ہے یہ بھی کہ گروہ شرفا
صاحب افسر و اورنگ تھے جنکے آبا
قوم کے عقدہ مشکل کے ہیں جو عقدہ کشا
ایکٹر بن کے وہ اسٹیج پہ ہیں جلوہ نما
قوم کے خواب پریشاں کی یہ تعبیریں ہیں
ایکٹر یہ نہیں عبرت کی یہ تصویریں ہیں

Marfat.com

بانیٔ مدرسہ وہ سیّد والا گوہر
وہ مینجنگ کمیٹی کے معزز ممبر
شبلیٔ غمزدہ وہ شاعر اعجاز اثر
اور یہ نوبادۂ اقبال کے سب برگ و ثمر
نہ تکلّف کے کچھ انداز نہ کچھ جاہ کی شان
بزم میں آئے ہیں اس حال سے اللہ کی شان
اپنے رتبوں کا نہ کچھ دھیان نہ کچھ وضع کا پاس
دوستوں سے نہ جھجک اور نہ دشمن سے ہراس
گرچہ سب کہتے ہیں حاصل نہیں کچھ بھی جز یاس
ہائے کیا دھن ہے کہ پھر بھی تو نہیں ٹوٹتی آس
عرض مطلب کی ہے تصویر سراپا ان کا
ہاتھ خود کاسۂ دریوزہ ہے گویا ان کا
ان کا ہر لفظ ہے اک مرثیۂ جاں فرسا
قوم کی شان دکھا دیتی ہے ایک ایک ادا
دیکھ اے قوم جو اب تک ہو نہ تونے دیکھا

Marfat.com

اپنے بگڑے ہوئے انداز کا پورا خاکا

گرچہ تدبیر بھی ہم سے نہیں کچھ کی جاتی
ہائے حالت بھی تو تیری نہیں دیکھی جاتی،

یوں بھلانے کو تو ہم دل سے بھلاتے ہیں مگر
یاد آجاتے ہیں پھر بھی ترے اگلے جوہر

وہ بھی اک دن تھا کہ جس سمت سے ہوتا تھا گزر
ساتھ چلتے تھے جلو میں ترے اقبال و ظفر،

تو کبھی روم میں قیصر کو مٹا کر آئی
کبھی یورپ میں نئے فتنے اٹھا کر آئی

تھے نقیبوں میں ترے دولت و اقبال و حشم
تیرے حملوں سے دہل جاتا تھا سارا عالم

ایشیا کا جو کیا تو نے مرقع برہم
جا کے یورپ کے افق پر بھی اڑایا پرچم

کر دیا دفتر تاتار کو ابتر تو نے،
نیزہ گاڑا تھا خیر گاہ قیصر تو نے

Marfat.com

کون تھا جس نے کیا فارس و یوناں تاراج
کس کی آمد میں فدا کر دیا جیپال نے راج
کس کو کسریٰ نے دیا تخت و زر و افسر و تاج
کس کے دربار میں تاتار سے آتا تھا خراج

تجھ پہ اے قوم اثر کرتا ہے افسوں جن کا
یہ وہی تھے کہ رگوں میں ہے ترے خوں جن کا

ہم نے مانا بھی کہ دل سے یہ بھلا دیں قصے
یہ سمجھ لیں کہ ہم ایسے ہی تھے اب ہیں جیسے
یہ بھی منظور ہے ہم کو کہ ہمارے بچے
دیکھنے پائیں نہ تاریخ عرب کے صفحے

کبھی بھولے بھی سلف کو نہ کریں یاد اگر
یادگاروں کو زمانے سے مٹا دیں کیونکر

مرو و شیراز و صفاہاں کے وہ زیبا منظر
بیت حمرا کے وہ ایوان وہ دیوار و در
مصر و غرناطہ و بغداد کا ایک ایک پتھر

Marfat.com

اور وہ دہلیٔ مرحوم کے بوسیدہ کھنڈر
اُن کے ذرّوں میں چمکتے ہیں وہ جوہر اب تک
داستانیں اُنھیں سب یاد ہیں از بر اب تک
اُن سے سن لے کوئی افسانۂ یارانِ وطن
یہ دکھا دیتی ہیں آنکھوں کو وہی خوابِ کہن
تیرے ہی نام کا اے قوم یہ گاتے ہیں بھجن،
تیرے ہی نغمۂ پُر درد کے ہیں یہ ارگن،
پوچھتا ہے جو کوئی ان سے نشانی تیری
یہ سُنا دیتے ہیں سب رام کہانی تیری

مُسلم لیگ

لوگ کہتے ہیں کہ آمادۂ اصلاح ہے لیگ
یہ اگر سچ ہے تو ہم کو بھی کوئی جنگ نہیں،
صیغۂ راز سے کچھ کچھ یہ بھنک آتی ہے
کہ ہم آہنگیٔ احباب سے اب ننگ نہیں،

Marfat.com

فرق اتنا تو بظاہر نظر آتا ہے ضرور
اب خوشامد کا ہر اک بات میں وہ رنگ نہیں،
عرضِ مطلب میں زباں کچھ تو ہے کھلتی جاتی
گرچہ ابتک بھی حریفوں سے ہم آہنگ نہیں
وہ بھی اب نقدِ حکومت کو پرکھتے ہیں ضرور
جن کو ابتک بھی تمیزِ گہر و سنگ نہیں
قوم میں پھونکتے رہتے ہیں جو افسونِ وفا
اُن کی افسانہ طرازی کا بھی وہ ڈھنگ نہیں
وہ بھی کہتے ہیں کہ اس جنسِ وفا کی قیمت
جسقدر ملتی ہے ذرہ کی بھی ہمسنگ نہیں،
آگے تھے حلقۂ تقلید میں جو لوگ اسیر
سُست رفتار تو اب بھی ہیں مگر لنگ نہیں
آپ لبرل جو نہیں ہیں تو بلا سے نہ سہی
یاں کسی کو طلبِ افسر و اورنگ نہیں
کام کرنے کے بہت سے ہیں جو کرنا چاہے

Marfat.com

اب بھی یہ دائرۂ سعی و عمل تنگ نہیں
سال میں یہ جو تماشا سا ہُوا کرتا ہے
کام کرنے کے یہ انداز نہیں ڈھنگ نہیں
کچھ تو نظم و نسق ملک میں بھی دیجیے دخل
شیوۂ حق طلبی ہے یہ کوئی جنگ نہیں
کچھ نہ کچھ نظم حکومت میں ہے اصلاح ضرور
ہم نہ مانیں گے کہ اس آئینہ میں زنگ نہیں
کم سے کم حاکم اضلاع تو ہوں اہل وطن!
کیا ہزاروں میں کوئی صاحب فرہنگ نہیں

سوٹ ایبل سلف گورنمنٹ

دیکھا جو لیگ نے کہ ہُوا خاتمہ تمام
از بسکہ دست حق طلبی اب دراز ہے
کہنے لگے ہیں سب کہ سیاست کا یہ نظام
مقبولِ خاص و عام نہیں خانہ ساز ہے

Marfat.com

تقسیم مشرقی نے عیاں کر دیا ہے سب
شاہراہ حق میں نشیب و فراز ہے
مجہود ہو کے لیگ نے الٹا ہے یہ ورق
جو نسخہ مرقع نیرنگ ساز ہے،
پہرہ یہ ہے جو سلف گورنمنٹ کا نقاب
ہر دیدہ ور اسیر طلسم مجاز ہے،
سمجھے نہ یہ کہ سوٹ ایبل کی جو شرط ہے
تمہید سجدہ ہائے جبین نیاز ہے
سمجھے نہ لوگ یہ کہ یہی لفظ پُر فریب
اس ملک میں طلسم غلامی کا راز ہے
سب یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب لیگ و کانگریس
دونوں کا ایک عرصہ گہ ترکتاز ہے
جب تک کہ لوگ حلقہ بگوش خواص ہیں
جب تک زبان قوم خوشامد طراز ہے
جب تک ہیں لوگ عالم بالا سے مستفیض

Marfat.com

جب تک ہم یہ دورِ قدح ہائے راز ہے
"احرار" سے کہو کہ نہیں کچھ امیدِ "صلح"
ملتا نہیں جو تفرقہ و امتیاز ہے
آزادئ خیال پہ تم کو ہے گر غرور
تو لیگ کو بھی شانِ غلامی پہ ناز ہے

مسلم لیگ

لیگ کو جب نظر آیا کہ چلی ہاتھ سے قوم
اک نیا روپ بھرا اس نے باندازِ دگر
منظرِ عالم پہ لوگوں سے کیا اس نے خطاب
کہ نہیں سلف گورنمنٹ سوا اب ہم کو مفر
اک ذرا سی مگر اس لفظ میں تخصیص بھی ہے
جس سے ہیں متفق اللفظ سب اربابِ نظر
یعنی وہ سلف گورنمنٹ کہ ہو "سوٹا ایبل"
یا کہ موزون و مناسب ہو بالفاظِ دگر

Marfat.com

یہ مسلّم کہ ہر اک ملک کی حالت ہے جدا
جس کا آئینِ حکومت پہ بھی پڑتا ہے اثر
جو حکومت کہ کناڈا کے لئے موزوں ہو
ہے وہی مملکتِ ہند میں سرمایۂ شر
ملک میں ہم بھی ہیں ہندو بھی ہیں عیسائی بھی
جو کہ ہیں نخلِ حکومت کے لئے برگ و ثمر
واقعی قیدِ "مناسب" ہے بجا اور موزوں
آپ اس قید کو کس کام میں لائیں گے مگر؟
پہلے بھی آپ تو اس حصن میں لیتے تھے پناہ
پہلے بھی آپ اسی دشت میں تھے راہ سپر
جب کبھی کوئی بھی تحریکِ سیاسی ہوگی
آپ اس قیدِ "مناسب" کو بنائیں گے سپر
اب بھی ہیں جادۂ مقصد کے وہی نقشِ قدم
اب بھی اوراقِ سیاست کا وہی ہے مسطر
یہ وہی لفظ ہے مجموعۂ صد گونہ فریب

Marfat.com

یہ وہی لفظ ہے سرمایۂ صد گونہ ضرر
آپ ہر بار جو پڑھ پڑھ کے پلٹ آتے ہیں
ہے اسی شیوۂ تعلیمِ غلامی کا اثر
آپ کے فلسفۂ نو کے یہ الفاظِ جدید
گو بظاہر ہیں فریبندۂ اربابِ بصر
ہے حقیقت میں اسی متنِ غلامی کی یہ شرح
ہے حقیقت میں اسی نخلِ سیاست کا ثمر
چند جملے جو زبانوں پہ چلے آتے ہیں
آپ دہراتے ہیں ہر بار باندازِ دگر
ایک انہیں سے ہے یہ بھی کہ "ابھی وقت نہیں"
ہے اسی لفظ کی تشریح باندازِ دگر
آج یہ لفظ "مناسب" جو نیا وضع ہوا
آپ اس لفظ کو ہر بار بنائیں گے سپر
آپ کے دائرۂ بحث کا مرکز تھا یہی
آپکی گردشِ پیہم کا یہی تھا محور

Marfat.com

آپ اس دام سے برسوں بھی نہ چھوٹینگے کبھی
آپ اس کوچۂ پُرپرخم سے نہ ہونگے سرِ پا
آپ اس بھول بھلیاں سے نہ نکلیں گے کبھی
دل سے جائیگا نہ تعلیم غلامی کا اثر
جب کہیں بھی کوئی پہلوئے غلامی ہوگا
ہر طرف پھر کے اسی نقطہ پہ ٹھہرے گی نظر
اسقدر سرد مزاج اور پھر اُس پر تبرید
خوف یہ ہے کہ پہنچ جائے نہ فالج کا اثر
آپ کچھ گرم دوائیں جو گوارا فرمائیں
ہم دعاگو یہ سمجھتے ہیں کہ ہوگا بہتر

لیگ معہ سوٹ ایبل

لیگ کو سلف گورنمنٹ ہے اب پیش نظر
للہ الحمد کہ حل ہوگئی ساری مشکل
اب یہ بیجا ہے شکایت کہ وہ آزاد نہیں

Marfat.com

اب یہ کہنا غلطی ہے کہ وہ ہے پا در گل
ملک کے جملہ مسائل کی یہی ہے بنیاد
اور جو کچھ ہے، اسی چیز میں ہو سب شامل،
لیگ نے حق طلبی میں جو یہ جرأت کی ہو
واقعہ یہ ہے کہ ہے مدح وثنا کے قابل
کچھ تو ہے لیگ میں جس نے یہ کشش پیدا کی
آپ سے آپ جو کھنچتا ہے ادھر دامن دل
لیگ والوں نے جو اسٹیج پہ کی تقریریں
کردئے اس نے خیالات غلط سب باطل
اس دلیری سے ہر اک حرف ادا ہوتا تھا
بعض کہتے تھے کہ ہے سوءِ ادب میں داخل
الغرض لیگ کے اور مجلس ملکی کے حدود
یوں ملے آکے بہم بحر سے جیسے ساحل
ہاں تو اب عرض ہو یہ خدمت عالی میں جناب
کیجئے سلف گورنمنٹ کا مقصد حاصل

Marfat.com

امتحانات سول کے لئے لندن کی یہ قید
ہے یہ رفتار ترقی کے لئے سخت مخل

یہ جو پیمائش ارضی کا ہے سی سالہ رواج
ملک کے حق میں ہے یہ زہر سے بڑھکر قاتل،

جو مناصب کہ ولائت کے لئے ہیں مخصوص
آج ابنائے وطن بھی تو ہیں اُن کے قابل

صیغۂ فوج میں تخفیفِ مصارف ہے ضرور
سینۂ ملک پہ! افسوس کہ بھاری ہے یہ سِل

لیگ نے سُن کے یہ سب مجھ سے باہستہ کہا
آپ سمجھے بھی کہ اس لفظ کا کیا تھا محمل؟

ہمنے گو سلف گورنمنٹ کی خواہش کی تھی
شرط یہ بھی تو لگا دی تھی کہ ہو سوٹ ایبل

آپ جو کہتے ہیں وہ ہے حدِ ادراک سے دُور
ہمکو اس خواب پریشاں میں نہ کیجے شامل

یہ وہ باتیں ہیں جو مخصوص ہیں یورپ کے لئے

Marfat.com

آپ طے پہلے غلامی کی تو کریں منزل

رائٹ آنریبل سیّد امیر علی سے خطاب

اغماض چلتے وقت مروّت سے دُور تھا
اسوقت پاس آپ کا ہونا ضرور تھا

ہر چند لیگ کا نفس واپسیں ہے اب
اس ہستیٔ دو روزہ پہ جس کو غرور تھا

وہ دن گئے کہ بتکدہ کو کہتے تھے حَرَم
وہ دن گئے کہ خاک کو دعوائے نُور تھا

وہ دن گئے کہ شان غلامی کے ساتھ بھی
ہر بوالہوس خمار سیاست میں چُور تھا،

وہ دن گئے کہ "شارعِ اول" کا حرف حرف
ہم پایۂ کلام سخنگوئے طُور تھا

وہ دن گئے کہ فتنۂ آخر زماں کے بعد
گویا کہ اب امامِ زماں کا ظہور تھا

Marfat.com

اب معترف ہیں دیدہ وران قدیم بھی
اس نقش سیمیا میں نظر کا قصور تھا
اس دست مرتعش میں نہ تھی قوت عمل
اک کاسۂ تہی یہ سر پر غرور تھا

مُسلم لیگ

لیگ کے عظمت و جبروت سے انکار نہیں
ملک میں غلغلہ ہے شور ہے کہرام بھی ہے،
ہے گورنمنٹ کی بھی اسپہ عنایت کی نگاہ
نظر لطف رئیسان خوش انجام بھی ہے
کون ہے جو نہیں اس حلقۂ قومی کا اسیر
اسمیں زہاد بھی ہیں رندے آشام بھی ہے
فیض ہے اس کا باندازۂ طالب یعنی
بادۂ صاف بھی ہے دُردِ تہ جام بھی ہے
کعبۂ قوم جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

Marfat.com

مرجع خاص ہے یہ قبلہ گہِ عام بھی ہے
پختہ کاروں کے لئے آلۂ تسخیر ہے یہ
نوجوانوں کو صلائے طمع خام بھی ہے
رہنمایانِ نوآموز کا ہے مکتبِ درس
زینۂ فخر و نمائش گریِ عام بھی ہے
جن مہمات میں درکار ہے ایثار نفوس
ان میں طرزِ عمل بوسہ و پیغام بھی ہے
صدمۂ مشہد و تبریز سے آنکھیں ہیں پر آب
دلمیں غمخواریٔ ترکان نکو نام بھی ہے،
مختصر اس کے فضائل کوئی پوچھے تو یہ ہیں
محسن قوم بھی ہے خادمِ حکام بھی ہے،
ربط ہے اس کو گورمنٹ سے بھی ملک سے بھی
جس طرح صرف " میں اک قاعدہ ادغام بھی ہے
اس کے آفس میں بھی ہر طرح کا ساماں ہے درست
ورقِ سادہ بھی ہے کلکِ خوش اندام بھی ہے

Marfat.com

ہیں قرینے سے سجائی ہوئی میزیں ہر سو
جا بجا دفتر پارینۂ احکام بھی ہے
چند بی اے ہیں سند یافتۂ علم و عمل
کچھ اسسٹنٹ ہیں کچھ حلقۂ خدام بھی ہے
ہو جو تعطیل میں تفریحِ سیاحت مقصود
سفرِ درجۂ اول کے لئے دام بھی ہے
یہ تو سب کچھ ہے مگر ایک گزارش ہے حضور
گرچہ یہ سوءِ ادب بھی ہے اور ابرام بھی ہے
مجھ سے آہستہ مرے کان میں ارشاد ہو یہ
"سال بھر حضرت والا کو کوئی کام بھی ہے؟"

مسئلہ الحاق

مجھ کو حیرت تھی کہ تعلیم غلامی کے لئے
وہ نیا کون سا پہلو ہے کہ جو باقی ہے
پہلے جو بزم گہ خاص تھی اس فن کے

Marfat.com

آج جو کچھ ہے اسی درس کی مشتاقی ہے
اُس کے ہوتے ہوئے پھر لیگ کی حاجت کیا تھی
جب وہی بادۂ گلگوں ہے وہی ساقی ہے
فیض ہے عالمِ بالا کا ابھی تک جاری
استفادہ میں وہی شیوۂ اشراقی ہے
غلطی سے جو نئی چیز سمجھتے ہیں اُسے
یہ فقط وہم غلط کار کی خلاقی ہے
شیخ صاحب نے کہا مجھسے باندازِ لطیف
اسمیں اک راز ہے اک نکتۂ اشراقی ہے
یوں تو ہیں جامعہ و درسِ غلامی دونوں،
فرق یہ ہے کہ وہ محدود یہ الحاقی ہے،

یونیورسٹی اور الحاق

شرطِ الحاق پہ اصرار اور ایسا اصرار
شیوۂ عقل نہیں بلکہ یہ ہے کج نگہی

Marfat.com

درسگاہیں ہیں کہاں تیجیے جنکا الحاق
اور اگر ہیں بھی تو بیکار ہیں یا طبلِ تہی
لوگ جس چیز کو کہتے ہیں "علی گڈھ کالج"
چشم بینا ہو، تو ہے جامعۂ قوم یہی
یہ وہی قبلۂ حاجات ہے سوچیں تو ذرا
یہ وہی کعبۂ مقصود ہے دیکھیں تو سہی
آج جو لوگ ہیں جمعیت قومی کا امام
جنکا ارشاد ہے ہمپایۂ طغرائے شہی،
سب کے سب متفق اللفظ یہی کہتے ہیں،
اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْحَقُّ وَ اٰمَنْتُ بِہٖ
قوم کا دیکھیے بچپن کہ یہ سب سن کر کہا
جو کھلونا مجھے دکھلایا تھا اُنکی تو وہی

یونیورسٹی ڈیپوٹیشن

تھی سفارت کی جو تجویز بظاہر موزوں

Marfat.com

اہل مجلس بھی بظاہر نظر آتے تھے خموش
دفعتہً دائرۂ صدر سے اٹھا اک شخص
جس کی آزادیٔ تقریر تھی غارتگرِ ہوش
اس نے اس زور سے تجویز کی ردّ و قدح
چونک اٹھے وہ بھی جو بیٹھے ہوئے تھے پنبہ بگوش
اہل مجلس نے جو بدلا ہوا دیکھا انداز
ڈر ہوا یہ کہ کہیں اور نہ بڑھ جائے خروش
صدر محفل نے بلا کر اسے آہستہ کہا،
"کہ تو ہم شاملِ وفد ستی وایں مایۂ جوش"
بادۂ جام سفارت مے مرد افگن تھا
ایک ہی جرعہ میں وہ شیر جری تھا خاموش
اب نہ وہ طرز سخن تھا نہ وہ آزادی رائے
نہ وہ ہنگامہ طرازی تھی نہ وہ جوش و خروش
جس کی تقریر سے گونج اٹھتا تھا اجلاس کا ہال
اب وہ اک پیکر تصویر تھا بالکل خاموش

Marfat.com

سخت حیرت تھی کہ اک ذرۂ خاکستر تھا
وہ شرارہ جو ابھی برق سے تھا دوش بدوش
دیکھتے ہیں تو حرارت کا کہیں نام نہیں
ہوگیا شعلۂ سوزندہ بھڑک کر خس پوش
اہلِ ثروت سے یہ کہدو کہ مبارک ہو تمہیں
للّٰہ الحمد ابھی ملک میں ہیں لائے فروش،

مسلم یونیورسٹی

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے
خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
الحاق کی جو شرط نہ مانی جناب نے،
کیا جانے کیا حضور کے دلمیں خیال ہے
مسلم کے لفظ میں تو کوئی بات ہی نہ تھی
کیا اسمیں بھی حضور کو کچھ احتمال ہے؟
اسباب سوءِ ظن کے نئے کچھ عیاں ہوئے

Marfat.com

یا پہلے ہی سے شیشۂ خاطر میں بال ہے؟
ہم تو ازل سے حلقہ بگوشِ نیاز ہیں
یہ سر ہمیشہ زیرِ قدم پائمال ہے
ہم نے تو وہ ثنا و صفت کی حضور کی،
جو خاص شیوۂ صفت ذوالجلال ہے
آیا کبھی نہ حرفِ تمنا زبان پر
یا تنگ تو ہم کو پاسِ ادب کا خیال ہے
اُردو کے باب میں جو خدا لگتی کھل گئی زباں
ابتک جبین پر عرقِ انفعال ہے
دامن غبارِ حق طلبی سے رہا ہے پاک
یہ فیضِ خاصِ رہبرِ دیرینہ سال ہے
آیا جو حریت کا کبھی دل میں وہم بھی
سمجھا دیا کہ جوشِ جنوں کا اُبال ہے،
ابتک اسی طریق پہ ہیں بندگانِ خاص
گو صحبتِ عوام میں کچھ قیل و قال ہے

Marfat.com

گردن جھکی ہوئی ہے زباں گو ہو شکوہ سنج
باطن ہے انقیاد جو ظاہر ملال ہے

الحاق سے کچھ اور نہ تھا مدعائے خاص،
بس اک عموم درس و وفا کا خیال ہے،

یعنی کہ پھیل کر یہ زمانے کو گھیر لے
اب تک جو مختصر یہ علی گڈھ کا جال ہے

یہ پالسی ہے شاہرہ عام قوم کی،
اس سے کوئی الگ ہے تو وہ خال خال ہے

پھر بھی حضور کی نہ گئیں سرگرانیاں
پھر بھی گنہگار مرا بال بال ہے

اتنی سی آرزو بھی پذیرا نہ ہو سکی
اب کیا کہیں کہ اور بھی کچھ عرضِ حال ہے

سنتے رہے وہ غور سے یہ داستانِ غم
جب ختم ہو گئی تو یہ لب پر مقال ہے،

حد سے اگر بڑھے گا تو ہو جائے گا مسَہ

Marfat.com

وہ درسگاہ روئے وفا کا جو خال ہے"

یونیورسٹی

مایوس گو ترقی قومی سے میں نہیں،
لیکن ابھی تلک تو یہ سودائے خام ہے،
رائیں تمام کج ہیں خیالات سب غلط
گم کردہ نجات ہر اک خاص و عام ہے،
یہ تیس لاکھ قوم نے جو کر دے عطا
بے شبہ عزم و ہمت عالی کا کام ہے
لیکن یہ گفتگو جو نئی چھڑ گئی ہے اب
یہ باعث تباہی ناموس و نام ہے
الحاق کی جو شرط نہ منظور ہو سکی
اک غلغلہ ہے شور ہے غوغائے عام ہے
لبریز ہے تصور باطل سے ہر دماغ
ہر سینہ عرصہ گاہ ہوسہائے خام ہے

Marfat.com

اب اس طرح سے چلتی ہے اک ایک کی زباں
گویا کہ ذوالفقارِ علی بے نیام ہے
دو کوڑیاں بھی جس نے نہ دیں آجتک کبھی
اُس کی بھی نیند جوشِ جنوں میں حرام ہے
اک غلغلہ بپا ہے کہ الحاق جب نہیں
پھر کس بنا پہ جامعۂ قوم نام ہے
اسلام کے جو نام سے بھی متّسم نہیں
اس کو تو دُور ہی سے ہمارا سلام ہے
مسلم نہیں تو جامعۂ قوم بھی نہیں
پھر کیوں یہ شور غلغلہ و اہتمام ہے
چندے لئے گئے تھے۔ اسی شرط پر تمام
یہ نقض عہد ہے کہ جو شرعاً حرام ہے
یہ درسگاہ خاص نہ تھا مدعائے عام
یہ وہ متاع ہے نہیں جس کا یہ دام ہے

Marfat.com

اِن ابلہانِ قوم کو سمجھائے یہ کوئی،
عالم کے کاروبار کا اک انتظام ہے،
جس کی بنا تمام ہے تقسیم کار پر
یعنی ہر ایک شخص کا اک خاص کام ہے
عالم میں ہیں ہر اک کے فرائض جُدا جُدا
یہ مسئلہ مسلمۂ خاص و عام ہے،
ہے مقتدی کا فرض فقط امتثال امر
ارشاد و حکم منصب خاص امام ہے
تھا قوم کا جو فرض وہ تھا بس عطائے زر
آگے مقدسین علی گڈھ کا کام ہے،
یہ بارگاہ خاص نہیں مجلسِ عوام
سمعاً وطاعۃً یہ ادب کا مقام ہے
مخصوص ہیں مناصبِ خاصانِ بارگاہ
تم کون ہو جو تم کو یہ سودائے خام ہے؟

Marfat.com

یونیورسٹی فونڈیشن

یہ فیض ہے جماعتِ احرار کا ضرور
اب قوم کو جو شخص پرستی سے عار ہے
آزادیِ خیال کا جو کچھ کہ ہے اثر
یہ سب انھیں کے فیض کا منت گذار ہے
لیکن یہ دیکھنا ہے کہ یہ عزم یہ ترنگ
ہے دیرپا کہ جوشِ جنونِ بہار ہے،
اب کے جو لکھنؤ میں دکھایا گیا سماں
سچ پوچھیے تو مضحکۂ روزگار ہے
دیکھا یہ پہلے دن کہ ہر اک گوشۂ بساط
میدانِ رزم و عرصہ گہِ گیرودار ہے
غل ہے کہ وہ مقدمۃ الجیش آگیا،
اب انتظارِ فوج یمین و یسار ہے،
احرار کی صفوں کی صفیں ہیں جمی ہوئیں

Marfat.com

مجلس تمام عرصہ گہ کارزار ہے
اسٹیج پر ہر ایک بپھرتا ہے اس طرح
گویا حریفِ رستم و اسفندیار ہے
ہاتھ اٹھ رہے ہیں یا علمِ فتح ہے بلند
چلتی ہوئی زبان ہے یا ذوالفقار ہے
ہر نوجواں ہے نشۂ آزادگی میں مست
جو ہے وہ حریت کا نشہ پرخمار ہے
اصرار کر رہے ہیں نہ مانینگے ہم کبھی
ویٹو کا ویسرائے کو کیا اختیار ہے
الحاق اگر نہیں ہے تو سعی ہے عبث
مسلم کا لفظ خاص ہمارا شعار ہے
جو والیانِ ملک کہ تھے زیبِ انجمن
سب دم بخود سے تھے کہ یہ کیا خلفشار ہے
یا صبح دم جو دیکھئے آکر تو بزم میں
نے وہ خروش و جوش نہ وہ گیر و دار ہے

Marfat.com

ٹوٹی ہوئی صفیں ہیں علم سرنگوں ہیں سب
بازوئے تیغ گیر جو تھا رعشہ دار ہے
"سازش کا ایک جال بچھایا ہے ہر طرف
ہر شخص اُس کی فکر میں مصروفِ کار ہے
سرمستیاں ہیں موج قدح ہائے راز کی
ہر شخص "حکمتِ عملی" کا شکار ہے،
جو بات کل تلک سببِ ننگ و عار تھی،
وہ آج مایۂ شرف و افتخار ہے
جس بات پر کہ نعرۂ نفریں بلند تھے
اب وہ قبولِ خاطرِ ہر ذی وقار ہے،
کل کہہ چکے ہیں کیا؟ یہ نہیں اب کسی کو یاد
اب نکتہ ہائے زیر لبی پر مدار ہے،
خود آپ اپنے ہاتھ سے کھائی ہو گو شکست
کہتے ہیں پھر یہ فتح مبیں یادگار ہے،
حیران تھے عوام کہ کیا ماجرا ہے یہ

Marfat.com

یکیا دورِ نئی چمن روزگار ہے،
"احرار کا طریق عمل ہے اگر یہی
پھر کامیابیوں کا عبث انتظار ہے

دعوتِ عمل

بجا ہے آج اگر ابن عم میں یہ زیب وساماں ہیں
یہ انکی بزم ہے جو یادگار نسل عدناں ہیں،
خلیل اللہ سے مہماں نوازی جنکو پہونچی ہے
ہزاروں کوس سے آکے وہ اس گھر میں مہماں ہیں
فقط اک جذبۂ قومی انہیں واں کھینچ لایا ہے،
جہاں زورِ حکومت ہے نہ حاجب ہیں نہ درباں ہیں
ہماری خدمتوں کا وہ اٹھانے آئے ہیں احساں
کہ اسلامی جماعت پر ہزاروں جن کے احساں ہیں
ہنر میں علم میں، اخلاق میں مجد اور شرافت میں
یہی وہ صورتیں ہیں جنپہ ہم تم آج نازاں ہیں،

Marfat.com

خدا نے انکو بخشی ہے حکومت اور سطوت بھی
کہ جسم سلطنت کے یہ جوارح اور ارکاں ہیں
مگر ان کو کسی عزت پہ نازش ہے تو اسپر ہے
کہ یہ اسلام کے ہیں نام لیوا اور مسلماں ہیں
نہ عہدوں کا تفاوت ہے نہ کچھ حفظ مراتب ہے
یہاں جس سادگی سے یہ شریک بزم اخواں ہیں
معمر بھی ہیں ان میں نوجواں بھی اور کمسن بھی
مگر شانِ اخوّت میں مدارج سب کے یکساں ہیں
یہ وہ ہیں جنمیں ہے اسلام کا ابتک اثر باقی،،
یہ وہ ہیں جن میں جو ہر نسل عدنانی کے پنہاں ہیں
اُنھیں کے بازوؤں میں زور تھا کشورستانی کا
اُنھیں کی یادگاریں جابجا ابتک نمایاں ہیں
یہ وہ ہیں جان و دل سے جو فدائے قوم و ملت ہیں
یہ وہ ہیں نام پر اسلام کے جو دل سے قرباں ہیں

ملہ یہ نظم باجلاس محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ ۱۸۹۳ء پڑھی گئی تھی۔

Marfat.com

نہ ہوگا ایک بھی دل دردِ قومی سے جو خالی ہو،
بظاہر گرچہ سب مسرور ہیں خرم ہیں شاداں ہیں
انہیں احساس ہے آئین و ملت کی تباہی کا
یہ واقف ہیں کہ بیڑے قوم کا اب غرقِ طوفاں ہیں
انہیں معلوم ہے جس تاک میں ہے گردشِ گردوں
انہیں محسوس ہے جس گھات میں ایامِ دوراں ہیں
خبر ہے ان کو جس آزار میں چھوٹا بڑا ہے اب
یہ واقف ہیں کہ پہلے قوم کیا تھی اور کیا ہے اب
علاج اپنا ہم ابتک تو سمجھتے تھے کہ آساں ہے
مگر وہ درد نکلا جس کو ہم سمجھے تھے درماں ہے
دوا ہر بار جب اپنا اثر الٹا ہی دکھلائے
تو بس سمجھو کہ اب بیمار کوئی دم کا مہماں ہے
جو سچ پوچھو تو ہے اسلامیوں کی بس یہی حالت
مرض دونا بڑھا دیتی ہے خود وہ شے جو درماں ہے
سلف کا تذکرہ جو ہمت و غیرت کا ہے افسوں

Marfat.com

ہمارے حق میں وہ سرمایۂ خواب پریشاں ہے
یہ افسانے بڑھاتے ہیں ہماری نیند کی شدت
یہ افسوں حق میں اپنے اور مدہوشی کا ساماں ہے
ہمیں احساس تک ہوتا نہیں اپنی تباہی کا،
کہ سب پیشِ نظر اسلاف کی وہ شوکت و شاں ہے
ہماری کلفتیں سب دور ہو جاتی ہیں یہ سن کر
کہ "دنیا آجتک اسلام کی ممنونِ احساں ہے
مزے لیتے ہیں پہروں تک کسی سے جب یہ سنتے ہیں
کہ یورپ دولتِ عباس کا اب تک ثنا خواں ہے
نہیں رہنے کو یاں گھر تک مگر جب یہ رہتے ہیں
کہ اب تک قصرِ حمرا قبلہ گاہِ رہ نوردان ہے
ہیں خود ان پڑھ مگر اس زعم میں اتراتے پھرتے ہیں
کہ دنیا میں ہمیں سے زندہ اب تک نامِ یوناں ہے
نظر آتے ہیں ہم کو عیب اپنے خوبیاں بن کر
ہم اپنے جہل کو بھی یہ سمجھتے ہیں کہ عرفاں ہے،

Marfat.com

بسر ہوتی ہے گر اوقات فیاضی پہ غیروں کی
تو سمجھے ہیں کہ بس زہد اور توکل کی یہی شاں ہے
حمیت اور خودداری نہیں ہو گر طبیعت میں
تو اچھا ہے کہ مسکینی تو اول شرط ایماں ہے
طبیعت میں اگر ہیں فتنہ پردازی کے کچھ جوہر
تو دعویٰ ہے کہ تدبیر اور سیاست فرض انساں ہے
وہ قوم اور وہ جماعت جس میں یہ اخلاق محکم ہیں
بلائیں اس پہ جو آئیں وہ کم ہیں اور بہت کم ہیں
یہ جو کچھ سن چکے ہو قوم کی تم حالتِ ابتر
نہ سمجھو یہ کہ ہے اس داستاں کا خاتمہ اس پر
ہماری سب سے بڑھ کر بدنصیبی جو ہے وہ یہ ہے
کہ بے پروا ہیں وہ بھی قوم کے جو آج ہیں لیڈر
گیا وہ وقت جب تھا بس اسی کا نام ہمدردی
کہ دو آنسو بہا لیں قوم کی درماندہ حالت پر
گیا وہ وقت ہم کو ناصحوں کی جب ضرورت تھی

Marfat.com

فلک نے کر دیا اک اک کو آپ اپنا نصیحت گر
گئے وہ دن کہ ہم محتاج تھے عبرت دلانے کے
ہمارا حال خود عبرت فزا ہے آج سرتاسر
ضرورت اب ہے گر ہمکو تو بس ہے ان بزرگوں کی
کہ جنمیں خیر سے کچھ کر دکھانے کے بھی ہوں جوہر
فقط باتیں نہ ہوں کچھ کام بھی بن آئے ہاتھوں سے
کہیں جو کچھ وہ منہ سے کر دکھائیں اس سے کچھ بڑھکر
نہیں گر یہ تو بس اک گرمی صحبت کے ساماں ہیں
یہ قومی مرثیے یہ وعظ یہ اسپیچ یہ لکچر
طلب اور سعی سے کچھ کام بن آئے تو بن آئے
فصاحت اور بلاغت کا بس اب چلتا نہیں منتر
تمھیں جو کام ہیں درپیش گو مشکل سہی مشکل ہیں
مگر کرنے پہ آجاؤ تو آساں سے ہیں آساں تر
ابھی تک تم میں ہے اسلاف کا کچھ کچھ اثر باقی،
شرر گو بجھ چکے پر گرم ہے اب تک وہ خاکستر

Marfat.com

ابھی کچھ کچھ مہک باقی ہے اُن مرجھائے پھولوں میں
ابھی کچھ کاٹ ہے اس تیغ میں گو مٹ چکے جوہر

وہی فیاضیاں تم میں ہیں جو تھیں معن حاتم میں
مگر بیہودہ رسموں کے لئے وہ وقف ہیں یکسر

کچھ اس سے کم ہوا تھا صرف تجہیز اسامہ میں
لٹا دیتے ہو تقریبوں میں جتنا تم زر و زیور

فقط آپس کے جھگڑوں میں تم اس سے کام لیتے ہو
وہ جودت اور ذہانت جس میں اب بھی تم ہو نام آور

سنبھلنا اب بھی گر چاہو تو ہے وقت اور فرصت بھی
وگرنہ پھر نہیں رہنے کی جو کچھ ہے یہ حالت بھی

بربادئ خانماں

وہ برادر کہ مرا یوسفِ کنعانی تھا
وہ جو مجموعہ ہر خوبیٔ انسانی تھا

Marfat.com

وہ جو گھر بھر کے لئے رحمتِ یزدانی تھا
قوتِ دست و دلِ شبلی نعمانی تھا
بل اسی کا یہ مرے خامۂ پُر زور میں تھا،
جوش اسی کا تھا جو میرے سرِ پُرشور میں تھا
ہم سے بیکاروں کی اک قوتِ عامل تھا وہی
مایۂ عزتِ اجداد کا حامل تھا وہی،
مسندِ والدِ مرحوم کے قابل تھا وہی،
یوں تو سب اور بھی اعضا ہیں مگر دل تھا وہی
اب وہ مجموعۂ اخلاق کہاں سے لاؤں
ہائے افسوس میں اسحٰق کہاں سے لاؤں
جب کیا والدِ مرحوم نے دنیا سے سفر
گھر کا گھر تھا ہدفِ ناوکِ صد گونہ خطر
بن گیا آپ اکیلا وہ ہر آفت میں سپر
تیر جو آئے گیا آپ وہ اُن کی زد پر
خود گرفتار رہا۔ تاکہ میں آزاد رہوں

Marfat.com

اس نے غم اس لئے کھا رکھے کہ میں شاد رہوں
اس کا صدقہ تھا کہ ہر طرح سے تھا میں بے غم
گھر کے جھگڑوں سے نہ کچھ فکر نہ کچھ رنج والم
امن و راحت کے جو سامان تھے ہر طرح بہم
میں تھا اور مشغلۂ نامہ و قرطاس و قلم
اس کے صدقہ سے تھی میری سخن آرائی بھی
اس کا ممنوں تھا مرا گوشۂ تنہائی بھی
تازہ تھا دل پہ مرے مہدیٔ مرحوم کا داغ
کہ مرا قوت بازو تھا، مرا چشم و چراغ
اس کو جنت میں جو خالق نے دیا گنج فراغ
میں یہ کہتا تھا کہ اب بھی ہے تر و تازہ دماغ
یعنی وہ آئنۂ خوبی و اخلاق تو ہے
اٹھ گیا مہدیٔ مرحوم تو اسحٰق تو ہے
آج افسوس کہ وہ نیّر تاباں بھی گیا
میری جمعیت خاطر کا وہ ساماں بھی گیا

Marfat.com

اب وہ شیرازۂ اوراق پریشاں بھی گیا
عتبۂ والدِ مرحوم کا درباں بھی گیا
گلۂ خوبیٔ تقدیر رہا جاتا ہے،
نوجواں جاتے ہیں اور پیر رہا جاتا ہے
تجھ کو اے خاکِ لحد آج اجل نے سونپی
وہ امانت جو مرے والدِ مرحوم کی تھی
بسکہ فطرت میں ودیعت تھی نفاست طلبی،
نازپروردۂ نعمت تھا یہ اس سادہ وشی
دیکھنا اڑ کے غبار آئے نہ دامن پہ کہیں
گرد پڑ جائے نہ اس عارضِ روشن پہ کہیں
اس کے اخلاق کھٹک جاتے ہیں دل میں ہر بار
وہ شکر ریز تبسم وہ متانت وہ وقار
وہ اوقافیشی احباب وہ مردانہ شعار
وہ دل آویزیٔ خو وہ نگہہ الفت بار
صحبتِ رنج بھی اک لطف سی کٹ جاتی تھی

Marfat.com

اُس کی ابرو پہ شکن آکے پلٹ جاتی تھی

حق نے کی تھی کرم و لطف سے اُس کی تخمیر
خوبیِ خلق و تواضع میں نہ تھا اُس کا نظیر

بات جو کہتا تھا ہوتی تھی وہ پتھر کی لکیر
اس کی اک ذات تھی مجموعۂ اوصافِ کثیر

بسکہ خوش طبع بھی تھا صاحبِ تدبیر بھی تھا

سچ تو یہ ہے کہ وہ نوخیز بھی تھا پیر بھی تھا

اس کو شہرت طلبی سے کبھی کچھ کام نہ تھا
وہ گرفتارِ کمندِ ہوس دام نہ تھا

اس کی ہر بات میں اک لطف تھا ابرام نہ تھا
وہ کبھی مدعیِ رہبریِ عام نہ تھا

اُس کو مطلوب کبھی گرمیِ بازار نہ تھی،
اُس کی جو بات تھی کردار تھی گفتار نہ تھی

اُس کو معلوم جو تھا وسعتِ تعلیم کا راز
اس نے دیکھے تھے جو منزل کے نشیب اور فراز،

Marfat.com

اس نے یہ کام نئی طرح کیا تھا آغاز
مگر افسوس کہ تھا راہ میں رخش تگ و تاز
کوششوں کے جو نتیجے تھے اُسے بل نہ سکے
ہائے وہ پھول کہ پھوٹے تھے، مگر کھل نہ سکے

آہ بھائی ترے مرنے کے تھے یہ بھی کوئی دن!
وہ ترا جوشِ شباب اور وہ بچے کم سن
مسندِ حلقۂ احباب ہے سونی، تجھ بن!
تو ہی تھا اب خلفِ صدر نشینانِ سخن

دن جب آئے کہ تجھے رہبرِ جمہور کہوں
چرخ کا مجھ سے تقاضہ ہے کہ مغفور کہوں

یہ بھی اے جانِ برادر کوئی جانیکا ہے طور؟
اپنے بچوں کی نہ کچھ فکر نہ تدبیر نہ غور
ابھی آنے بھی نہ پایا تھا ترے اوج کا دور
کیا ہوا تجھ کو کہ تو ہو گیا کچھ اور سے اور

چھوڑ کر بچوں کو بے صبر و سکوں جاتا ہے

Marfat.com

کوئی جاتا ہے جو دنیا سے تو یوں جاتا ہے
آہ اے مرگ کسی شے کی نہیں تجھ کو تمیز
تیری نظروں میں برابر ہیں گہر اور ریشیز
میں نے مانا ترے نزدیک تھا وہ کوئی چیز
رحم کرنا تھا کہ چھوڑے ہیں کئی اس نے عزیز
لاڈلے ہیں کہ کسی اور کے بس کے بھی نہیں
اس کے بچے ابھی سات آٹھ برس کے بھی نہیں
اے خدا شبلی دلخستہ بایں موئے سفید
لیکے آیا ہے تری درگہِ عالی میں امید
مرنے[1] والے کو نجاتِ ابدی کی ہو نوید!
خوش و خرم رہے یہ چھوٹا مرا بھائی جنید
کیا لکھوں قصۂ غم تابِ رقم بھی تو نہیں
اب مرے خامۂ پرزور میں دم بھی تو نہیں

---

[1] مرثیہ بر وفات مولوی محمد اسحاق برادرِ حقیقی ۔

Marfat.com

غزلیات

اثر کے پیچھے دلِ حزیں نے نشان چھوڑا نہ پھر کہیں کا
گئے ہیں نالے جو سوئے گردوں تو اشک نے رخ کیا زمیں کا

بھلی تھی تقدیر یا بُری تھی یہ راز کس طرح سے عیاں ہو
بتوں کو سجدے کئے ہیں اتنے کہ مٹ گیا سب لکھا جبیں کا

وہی لڑکپن کی شوخیاں ہیں وہ اگلی ہی سی شرارتیں ہیں
سیانے ہونگے تو ہاں بھی ہوگی ابھی تو سن ہی نہیں نہیں کا

یہ نظم آئیں یہ طرز بندش سخنوری ہے فسوں گری ہے
کہ ریختہ میں بھی تیرے شبلی مزہ ہے طرزِ علی حزیں کا

تیر قاتل کا یہ احساں رہ گیا — جائے دل سینہ میں پیکاں رہ گیا

کی ذرا دستِ جنوں نے کوتہی — چاک آکر تا بداماں رہ گیا

دو قدم چلکر ترے وحشی کے ساتھ — جادۂ راہ بیاباں رہ گیا

قتل ہوکر بھی سبکدوشی کہاں — تیغ کا گردن پہ احساں رہ گیا

ہم تو پہونچے بزمِ جاناں تک مگر — شکوۂ بیدادِ درباں رہ گیا

Marfat.com

[illegible] — ہم تو نکلے اور ارماں رہ گیا
دوسروں پر کیا کھلے راز دہن — جبکہ خود صانع سے پنہاں رہ گیا
جذبۂ دل کا ذرا دیکھو اثر — تیر نکلا بھی تو پیکاں رہ گیا
چاہ میں ہستی بھی [illegible] نہیں — دیکھ وحشی تیرا عریاں رہ گیا
ضعف مرنے بھی نہیں دیتا مجھے — میں اجل سے بھی تو پنہاں رہ گیا
اے جنوں تجھ سے سمجھ لوں گا اگر — ایک بھی تار گریباں رہ گیا
حسن چمکا یار کا اب آفتاب — اک چراغ زیر داماں رہ گیا
لوگ پہونچے منزل مقصود تک — میں جرس کی طرح نالاں رہ گیا
بزم میں [illegible] تیرے جنوں — صورت آئینہ حیراں رہ گیا

یاد رکھنا دوستو اس بزم میں
آکے شبلی بھی غزلخواں رہ گیا

پوچھتے کیا ہو جو حال شب تنہائی تھا — رخصت صبر تھی یا ترک شکیبائی تھا
[illegible] تھا — وہ بھی کیا رات تھی کیا عالم تنہائی تھا
[illegible] — ان کو [illegible] مشغلۂ انجمن آرائی تھا
[illegible] — شب جب آنکھ کھلی [illegible] ذوق خود آرائی تھا

Marfat.com

رحم تو اک طرف ہے یہ ظالم کی [illegible]
آنکھیں قاتل سہی پر عذر دو خوں نا [illegible]
خون کے عمر دو دشمن بھی ہیں قدم [illegible]
دشمن جاں تھی ادھر سحر تھی حسن [illegible]
انکھیاں اٹھتی تھیں ترے قاتل کی ایسی [illegible]
کون اس راہ سے گذرا ہے کہ ہر نقش قدم
خوب وقت آئے ہو یکجیں جناب کی خدا

[illegible]
[illegible]
اپنی [illegible]
[illegible]
چرخ [illegible]
چشم عاشق [illegible]
لحد تیرہ میں [illegible]

ہم نے بھی حضرت شبلی کی [illegible]
یوں تو ظاہر میں مقدس تھا یہ جا [illegible]

تیس دن کیلئے ترک مے و ساقی کرلوں
پھینک دیتی کوئی اچھی نہیں فصل [illegible]
اے نکیرین قیامت ہی پہ رکھو پرسش
کچھ تو ہو چارۂ غم بات تو کیجو [illegible]
اور پھر کس کو پسند آئیگا یہ [illegible]
جو ہر گردوں کو وہ جھنے کی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

اسبِ خوب نے، نہ گوشت خوب نے۔ انگور و خربزہ میوہ ہائے خوب نے۔ یخ و آب سرد نے۔ حمام و مدرسہ نے۔ شمع و مشعل نے۔ شمعدان نے۔ بجائے شمع و مشعل و جمع کثیر چرکینے مے باشد دیوٹی میگویند در دست چپ خود سہ پایہ خوردے را گرفتہ اند کہ ازیں سہ پایہ در کنج یک پایہ مثل سر شمع وان یک آہنے را بہ چوب بہمیں سہ پایہ مضبوط کردہ اند۔ یک فتیلہ سستی را کہ برابر انگشت بودہ باشد بہ چوب آہن دار پایہ دیگر بستہ اند در دست راست ایشاں یک کدوئیست کہ سوراخ آں را تنگ گذاشتہ اند کہ روغن از انجا باریک شدہ مے ریزد۔ پادشاہان و امرائے ایشاں نیز اگر کارے کہ احتیاج بہ شمع داشتہ باشند ہمیں دیوٹ ہائے چرکیں ایں چراغ آوردہ نزدیک گرفتہ مے ایستند در باغ و عمارتہا آب ہائے رواں نے۔ در عمارات او صفا و ہوا و اندام و سیاق نے۔ رعیت و مردم ریزہ تمام پائے برہنہ میگردند۔ لنگوٹہ گفتہ یک چیزے مے بندند۔ زنانِ آنہا خود یک لنگے بستہ اند نصف آنرا در کمر بستہ اند و نصف دیگر را بر سر خود انداختہ اند تزک بابری صفحہ ۲۰۴) +

ترجمہ: ہندوستان میں اچھے گھوڑے نہیں اچھا گوشت نہیں انگور نہیں

خربزہ نہیں۔ برف نہیں۔ آب سرد نہیں۔ حمام نہیں۔ مدرسہ نہیں شمع نہیں۔ مشعل نہیں۔ شمع دان نہیں۔

شمع کے بجائے ڈیوٹ ہوتا ہے یہ تین پایہ کا ہوتا ہے ایک پایہ میں چراغدان کے منہ کے شکل کا ایک لوہا لکڑی میں وصل کرکے لگا دیتے ہیں۔ ایک دھیمی سی بتی دوسرے پائے میں لگی ہوتی ہے۔ داہنے ہات میں کدو کی ایک تونبی ہوتی ہے جس کا سوراخ تنگ ہوتا ہے۔ اسی کی راہ سے تیل کی پتلی سی دھار گرتی ہے راجوں اور مہراجوں کو رات کے وقت روشنی کا جب کچھ کام پڑتا ہے تو نوکر چاکر یہی کثیف ڈیوٹ لے کر ان کے پاس کھڑے ہوتے ہیں:۔

باغوں اور عمارتوں میں آب رواں نہیں۔ عمارتوں میں نہ صفائی ہے نہ موزونی نہ ہوا۔ نہ تناسب عام آدمی ننگے پاؤں ایک لنگوٹی لگائے پھرتے ہیں۔ عورتیں لنگی باندھتی ہیں جس کا آدھا حصہ کمر سے لپیٹ لیتی ہیں۔ اور آدھا سر پہ ڈالتی ہیں +

بابر کو قریباً چار سو برس ہوئے لیکن آج بھی ہندوستان اس کے بیان کی عینی شہادت دینے کو موجود ہے +

Marfat.com

اب دیکھو تیموریوں نے ہندوستان میں اگر تہذیب و تمدن
کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا تہذیب و تمدن کی سیکڑوں جزئیات
ہیں ان میں سے مختصراً ہم بعض بعض کی تفصیل لکھتے ہیں:۔

زمین کی پیداوار ہندوستان اگرچہ زراعتی ملک ہے اس
لئے نباتات اور ثمرات کی قسم سے تمام چیزیں یہاں پیدا ہونی چاہئے
تھیں لیکن ہندو چونکہ ملک سے کبھی نکلتے نہ تھے اس لئے ان
کو دنیا کے ثمرات اور مزروعات کی خبر نہ تھی اس کے سوا ان
کی قناعت پسند طبیعت کے لئے بڑھل کٹھل اور پھوٹ کیا
کم تھی۔ تیموریوں نے یہاں آنے کے ساتھ اس طرف توجہ
کی۔ اور ایران و خراسان کے لطیف پھول اور پھل لا کر
تمام ہندوستان میں پھیلا دئے۔ قلم اور پیوند لگانے سے
ہندو مطلقاً واقف نہ تھے سب سے پہلے اکبر کے زمانے میں
محمد قلی افشار نے جو کشمیر میں داروغہ باغات تھا کابل سے
شاہ آلو منگوا کر۔ پیوند لگایا اور پھر عام رواج ہوگیا تاہم اکبر
کے زمانے تک آم کی قلم نہیں لگ سکتی تھی۔ خافی خاں نے واقعات

Marfat.com

سنہ ۱۰۲۹ ہجری (صفحہ ۳۰۴) میں لکھتا ہے۔

پیوند دادند اشجار میوہ دار در کشمیر و تمام ہندوستان نہ بود محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر در عہد عرش آشیانی اول نہال شاہ آلو از کابل طلبیدہ پیوند نمودہ بہ آب و ہوائے آنجا موافق آمد ازاں ایام رواج یافت وسال بسال در ہمہ بلاد ہندوستان ازین پیوند میوہائے شاداب و شیریں بالیدہ گردیدند الا درخت انبہ را پیوند نتوانستند نمود۔

اسی زمانے میں اور بہت سے میوے ولایت سے آئے اناناس بھی اسی زمانے میں یورپ سے آیا جہانگیر تزک میں لکھتا ہے (صفحہ ۳)

میوہ جات در ایام حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) اکثر میوہ ہائے ولایت کہ در ہند نہ بود بہم رسید۔ اقسام انگور ہا از صاحبے و حبشے و کشمشے در شہر ہائے مقرر شائع گشت ؛ از جملہ میوہ ہا میوہ ایست کہ آن را اناناس مے نامند و در بنادر فرنگ مے شود در غایت خوشبوئی درست مزہ گی است در باغ گل افشاں آگرہ ہر . . . . سال چندین ہزار پیدا مے آید × × درختاں سرد

Marfat.com

دھنوبر۔ و چنار۔ و سفیدار۔ و بید مولہ کہ ہرگز در ہندوستان خیال نہ کردہ بودند بہم رسیدہ و بسیار شدہ و درخت صندل کہ خاصہ جزائر بود در باغ نشوونما یافتہ۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس زمانے میں صندل کے درخت عموماً باغوں میں ہوتے تھے۔ حالانکہ آج اس ترقی کے زمانے میں بھی یہاں صندل کا نام ونشان نہیں۔ پستہ بھی آج کل ہندوستان میں پیدا نہیں ہوتا لیکن اکبر کے زمانے میں پستہ کا درخت بویا گیا اور بارآور ہوا آئین اکبری میں ہے۔

ہمچناں تربز۔ و شفتالو۔ و بادام و پستہ و انار و جز آں پیدائے گرفت

پھول پھول ہندوستان میں یوں بھی کثرت سے تھے یہاں تک کہ جہانگیر جب کشمیر گیا تو استاد منصور کو جو شاہی مصوّر تھا حکم دیا کہ خاص کشمیر کے پھولوں کی تصویر کھینچے چنانچہ سو سے زیادہ پھولوں کی تصویریں لی گئیں۔ تزک میں جہانگیر خود لکھتا ہے۔

آنچہ نادر العصری استاد منصور نقاش شبیہ کشیدہ از یک صد گل متجاوز است۔

Marfat.com

لیکن تیموریوں کی خوش مذاقی نے اس پر قناعت نہ کی بلکہ ایران اور توران کے پھول منگوا کر ہندوستان کو ایران کا چمن زار بنا دیا آئینِ اکبری میں ہے۔

وگلہائے ایرانی و تورانی از گل سرخ و نرگس و بنفشہ و یاسمن کبود و سوسن و ریحان و رعنا و زیبا و شقائق و تاج خروس و قلغہ و نافرمان و خطمی و جز آں بسیار شود۔

ہندوستان کے گنوار مالی باغ میں یوں ہی بے ترتیب درخت لگا دیتے تھے چمن بندی، خیابان، جدول، تختہ بندی کا نام بھی کبھی نہ سنا تھا نہ باغوں میں کسی قسم کی عمارت اور آبشار ہوتے تھے۔ بابر نے ہندوستان میں آکر ان چیزوں کو رواج دیا ابو الفضل لکھتا ہے۔

تختہ بندی و روش بیشتر در بستان ہا در ہم (بے ترتیب) مے کشتند۔ از ان باز کہ قدوم فردوس مکانی (بابر) ہندوستان را فروغ افزود۔ خیابان بندی وطرح آرائی پدید آمد و عمارت ہائے دلکشا و آبشار ہائے سامعہ افروز دیدہ وران آفاق را بہ شگفت آورد

Marfat.com

صنعت اور مصنوعات تیموریوں نے سیکڑوں قسم کی صنعتیں جاری کیں جن سے یہاں کے اصلی باشندے ناواقف تھے۔ ان سب کی تفصیل کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ ہم صرف بعض کے نام اور مختصر کیفیّت لکھتے ہیں۔

پارچہ جات ۔ ہندو ہمیشہ سے نہایت سادہ لباس پہنتے تھے۔ اور غالباً ان کو گزی گاڑھے کے سوا اور کچھ بننا نہ آتا ہوگا اکبر نے دلی۔ لاہور۔ آگرہ فتح پور۔ احمد آباد۔ گجرات میں۔ پارچہ بافی کے بڑے بڑے کارخانے جاری کئے اور ایران فرنگستان۔ چین سے کاریگر بلوا کر ہر قسم کے قیمتی کپڑے طیار کرلئے ابوالفضل لکھتا ہے۔

کپڑے از توجہ گیتی خداوند گوناگوں قماش چہرہ برافروخت ایرانی و فرنگی و خطائی فراوان شد و اُستادان کار پرداز و ہنرمندان نادر آئین آمدہ ہنگامہ آموزش گرم ساختند در پیشگاہ حضور و شہر لاہور و فتح پور و احمد آباد و گجرات تعلیم کارنامہا پدید آمد۔ گوناگوں تصویر و نقش و گرہ و شگرف طرح با روائی گرفت۔ و عالم نوردان کاراشناس بستگفت

افتادند۔ از قدردانی نادرہ کاران زود یاب ایں مرز نیز آموختند +

ابوالفضل نے ان میں سے جن کپڑوں کے نام اور ان کی قیمتیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مخمل زربفت۔ فرنگی۔ گجراتی۔ کاشی۔ ہروی۔ طاس گجراتی۔ دارائی۔ منقش۔ شیرازی۔ مشجر فرنگی دیبائے فرنگی۔ دیبائے یزدی خارا۔ اطلس خطائی۔ نوار خطائی۔ خز۔ مخمل فرنگی۔ خانی۔ رنگ قطنی۔ کتان فرنگی۔ تافتہ۔ ابری۔ مطبق۔

یہ سب ریشمی کپڑوں کے نام ہیں۔ سوتی کپڑوں کی تفصیل حسب ذیل ہے +

چوتار۔ ململ۔ تین سکھ۔ سری صاف۔ گنگا جل۔ بھیروں۔ سالو۔ بہادر شاہی گربہ سوتی۔ شیلہ دکنی۔ مہر کل۔ سہن۔ جیونہ۔ اسالی۔ محمودی۔ پنچ تولیہ۔ جھولہ۔ چھینٹ وغیرہ وغیرہ۔

شال شال جو کشمیر میں بنتی تھی اکبر نے اس کو بھی بہت ترقی دی۔ پہلے صرف تین چار رنگ کی شالیں ہوتی تھیں۔ اکبر نے طرح طرح کے نئے رنگ ایجاد کئے۔ مثلاً تاریخی۔ برنجی۔ قرمزی۔ کاہی۔ ارغوانی۔ عنابی

Marfat.com

غسلی، سوسنی، جگری، زمردی وغیرہ وغیرہ پوری تفصیل آئین اکبری میں ہے۔ اس کے علاوہ پہلے سادی شال بنتی تھی اکبر نے اور بہت سی قسمیں ایجاد کیں۔ ابوالفضل لکھتا ہے۔

ونیز زردوزی و کلابتون و کشیدہ و قلغہ و باندھنون و چھینٹ و الچہ و پرزدار۔ از فروغ خاطر والا ست۔

پہلے شال کا کارخانہ صرف کشمیر میں تھا۔ اکبر کے زمانے میں خاص لاہور میں ہزار سے زیادہ کارخانے جاری ہو گئے۔

بندوبست اراضی اور پیمائش

ہندوؤں کے زمانے میں تشخیص مالگزاری کا صرف یہ طریقہ تھا۔ کہ ہل پیچھے کچھ رقم مقرر کر دیتے تھے۔ زمین کی پیمائش اور مختلف لیاقتوں کے لحاظ سے جمع کی تشخیص نہیں جانتے تھے **خافی خاں** لکھتا ہے۔

مخفی نماند کہ ولایت پُر وسعت شش صوبہ دکن از قوم ملک عنبر زرخیز بسیر حاصل کہ دستور تشخیص جمع مال بر سر بیگہ و شمار و پیمودن زمین بہ جریب و تقسیم غلہ نمودہ گرفتن در میان نبود۔ چناں مقرر بود کہ ہر یکے از حاقین و مزارعان کہ بہ یک قلبہ (ہل) و یک جفت گاؤ

Marfat.com

انچہ مے توانست زکشت کار مے نمود و ہر جنسے از حبوبات و بقولات کہ مے خواست مے کاشت برسر قلبہ۔ قلیلے بہ اختلاف بلاد و پرگنات در سرکار مے داد۔ باز پرس کمیت بہم رسیدن غلہ وغیرہ درمیان نمے آید"[۵۱]

خافی خان نے دکن کے ذکر کی خصوصیت کی وجہ سے دکن کا نام لیا۔ ورنہ کل ہندوستان کا یہی حال تھا سب سے پہلے اکبر کے عہد سے ۲۷ جلوس شاہی میں راجہ ٹوڈرمل نے زمین کی پیمائش کرائی اس کے مختلف درجے قایم کئے اور اختلاف درجات کے لحاظ سے مختلف شرحیں مقرر کیں۔ لیکن دکن میں اب تک وہی قدیم طریقہ جاری تھا۔ شاہ جہان کے عہد میں مرشد قلیخان نے جو دکن کا صوبہ دار تھا حسب ذیل انتظامات کئے[۵۲]۔

(۱) زمین کی پیمائش کرائی۔

(۲) قابل زراعت اور ناقابل زراعت کی تفریق کی۔

(۳) تقاوی دینے کا قاعدہ جاری کیا۔

---

[۵۱] خافی خان صفحہ (۷۳۲)

[۵۲] خافی خان صفحہ ۷۳۲ و ۷۳۳ میں یہ تفصیل ہے میں نے اسی کا ترجمہ کر دیا ہے۔

Marfat.com

(۴) تشخیص جمع کے متعدد طریقے مقرر کیے۔

(۱) بٹائی اس میں زمین کی تین قسمیں کیں۔ بارانی اس میں نصف بٹائی مقرر کی یعنے جس قدر غلہ پیدا ہو۔ اس میں آدھا سرکاری حق ہے۔

چاہی یعنے وہ زمین جو آب پاشی کے ذریعے سے کام میں لائی جائے۔ اس میں صرف ایک تہائی سرکار کا حق تھا۔ ایکھ۔ انگور۔ کیلہ۔ پوست۔ زیرہ۔ اسپغول۔ ان چیزوں میں نویں حصے سے لیکر چہارم تک سرکاری مالگذاری میں داخل ہوتا تھا۔

نہری۔ یعنے وہ زمین جس میں نہروں سے آب پاشی کی جاتی تھی۔

(۲) جریب اس طریقے میں فی بیگہ۔ چوتھائی پیداوار لی جاتی تھی۔ شاید ایک نکتہ چیں بول اٹھے کہ زمین کا بندوبست وغیرہ جو کچھ کیا تھا۔ ٹوڈرمل نے کیا تھا۔ جو ہندو تھا لیکن یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہر سلطنت میں دوسری قوموں سے بھی کام لیا جاتا ہے

Marfat.com

لیکن وہ سلطنت ہی کے کارناموں میں محسوب ہوتا ہے

اس کے علاوہ یہ بات بھی لحاظ رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ٹوڈرمل کے اکثر کاموں میں امیر فتح اللہ شیرازی کی شرکت تھی جس کے فضل و کمال کا تمام ہندوستان اور ایران میں جواب نہ تھا۔ ابوالفضل اسکی نسبت کہا کرتا تھا کہ "اگر کہن نامہ ہائے دانش مفقود شوند او اساس نو بر نہد"

سنہ ۳۰ جلوس اکبری میں وہ امین الملک مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ راجہ ٹوڈرمل کے مشورے سے ملکی اور مالی کاموں کو انجام دے۔ چنانچہ مآثر الامرا میں ہے:۔

حکم شد کہ راجہ ٹوڈرمل مہمات ملکی و مالی بہ صوابدید امیر رو براہ کند۔ و کہن معاملہا کہ از زمان مظفر خان تشخیص نیافتہ بہ انجام رساند امیر فیصلے چند کہ متضمن کفایت سرکار و رفاہ رعایا بود بر گذارد۔ پذیرفتہ شد (صفحہ ۱۰۱ جلد اول)

افزائش و ترقی حیوانات

کسی ملک کے تمدن کی ترقی کا ایک بڑا لازمہ یہ ہے کہ غیر ملک کے حیوانات کی نسلیں اضافہ کی جائیں۔

Marfat.com

ملکی جانوروں کی نسلوں کی ترقی و تربیت اور وسعت کا انتظام کیا جائے۔ تیموریوں نے اس صیغے کو بے انتہا ترقی دی۔

اونٹ اونٹ اس ملک میں بالکل نہیں ہوتے تھے۔ ضرورت کے لئے باہر سے منگولئے جاتے تھے اور اس وجہ سے ہر شخص کو میسر نہیں آسکتے تھے اکبر نے اس کے لئے ایک خاص مویشی خانہ قایم کیا اور چند روز میں نہایت عمدہ نسلیں طیار ہو گئیں۔ ابو الفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے

و بہ شاہی خواہش راجیاں نتاج برگرفتند کہ از عراقی بختیاں برگذشت (صفحہ ۶ جلد سوم مطبوعہ نول کشور)

اجمیر جودھ پور۔ ناگور۔ بیکانیر۔ جیسلمیر۔ بھنڈا میں کثرت سے نسلیں پھیلیں۔ ابو الفضل نے لکھا ہے۔ کہ ایک ایک شخص کے پاس دس دس ہزار اونٹ تک ہوتے تھے۔
ہندوستان کے اصلی گھوڑے پست قد ہوتے تھے جن کو اس میں گوٹ یا ٹانگن کہتے تھے۔ اکبر کے زمانے میں دیگر عراق۔ عرب۔ روم۔ ترکستان۔ بدخشان۔ تبت وغیرہ سے

Marfat.com

گھوڑے لاتے تھے۔ لیکن اکبر نے نئی نسلوں کے پیدا کرنے کا انتظام کیا اور نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑوں کی نسلیں طیار ہو گئیں جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

گھوڑے

پیش از عہد دولت حضرت عرش آشیانی (یعنے اکبر) مدار سواری مردم ایں جا بر گونٹ بود۔ اسپ کلاں نمے داشتند مگر از خارج اسپ عراقی وترکی رسم تحفہ جہت حکام آوردندے گونٹ عبارت از یابوئے ست چہار شانہ بہ زمین نزدیکے سایہ کوہستان ہند فراواں مے باشد۔ بعدازاں کہ ایں گلشن خدا آفریں بہ تائید دولت و یمن تربیت خاقان سکندر آئین رونق جاوید یافت بسیارے از ایماقات را دریں صوبہ جاگیر مرحمت فرمودہ گلہ ہائے اسپ عراقی وترکی حوالہ شد کہ کرہ (بچھیرے) بگیرند۔ دراندک فرصتے بپایہ بہم رسیدہ" (صفحہ ۳۰۱) ابو الفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

کارشناساں دیدہ ور در نتائج ایں ہوش پذیر آگہی خود دل بستند۔ دراندک فرصتے ہندوستان باجستان عرب آمد و بسیارے از عربی و عراقی جدا نتوانند کرد۔ (جلد اول صفحہ ۹۴)

Marfat.com

اس کے بعد گھوڑوں کی خرید و فروخت اور ترقی اور نمائش کے لیئے اکبر نے جو انتظامات کیے تھے اس کو ابو الفضل نے بہ تفصیل لکھا ہے۔

خچر خچر صرف پکھلی کے علاقے میں ہوتے تھے لیکن سواری کے قابل نہیں ہوتے تھے اور لوگ اس کی سواری کو گدھے کی طرح ننگ سمجھتے تھے اکبر نے اس کی نسل کو اس قدر ترقی دی کہ ہزار روپے تک اس کی قیمت پہنچی اور لوگوں کو اس کی سواری سے عار نہ رہا۔[1]

اکثر جانور ایسے ہیں جو جنگل کے سوا بچے نہیں جنتے مثلاً ہاتھی۔ شیر۔ چیتے۔ چکور۔ سارس وغیرہ۔ لیکن تربیت کے ذریعے سے اس قدر ان کے اخلاق اور عادات میں تغیر پیدا کیا گیا۔ کہ گھروں میں ان سے بچے اور انڈے پیدا ہوئے۔ اکبر نے ایک زمانے میں ہزار چیتوں کو یکجا کیا اور چاہا کہ نر مادہ سے جفت ہو لیکن ناکامیابی ہوئی۔ جہانگیر کے عہد میں اس قدر تغیر ہوا کہ ہاتھی اور چیتے مادہ سے جفت ہوئے اور بچے جنے جہانگیر تزک میں لکھتا ہے +

---

[1] - آئین اکبری جلد اول صفحہ ۱۴۱-۱۴۲

Marfat.com

یوز مقرر است کہ در عرصہ جاہائے کہ نر باشد بہ مادہ خود جفت نمی شود چنانچہ والد بزرگوارم یک مدتے تا ہزار یوز جمع کردہ بودند بسیار خواہاں آں بودند کہ آں ہا بایک دگر جفت شوند اصلاً نشدہ بود بارہا یوز ہائے نر و مادہ در باغات قلادہ بر آوردہ سر دادند در آنجا ہم نشد دریں ایام یوز نرے قلادہ خود را گسیختہ بسر مادہ یوزے مے رود و جفت مے شود بعد از دو نیم ماہ سہ بچہ زائیدہ و کلاں شدہ۔"

جہانگیر نے تحریر لکھا ہے کہ میرے زمانے میں صحرائی جانور اس قدر رام ہو گئے ہیں کہ شیر اور چیتے قطار در قطار بے قید و زنجیر شہر میں چھوٹے پھرتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے ہتھنی شیرنی۔ چکور کے بچے جننے اور انڈے دینے کا حال جہانگیر نے تزک میں لکھا ہے۔

جہانگیر نے ایک عظیم الشان جانور خانہ تیار کرایا تھا اسکو حیوانات کا اسقدر شوق تھا کہ اپنے ایجنٹوں کو دور دراز مقامات پر نئے نئے جانوروں کے مہیا کرنے کے لئے بھیجتا تھا۔ ایک دفعہ

Marfat.com

مقرب خاں کو گوا بھیجا کہ وہاں سے یورپ وغیرہ کے نادر جانور خرید کر کے لائے۔ مقرب خاں بیشمار روپیہ خرچ کر کے بہت سے عجیب وغریب جانور لایا۔ انہیں میں پیرو بھی تھا جسکو انگریزی میں مرغی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعہ کو جہانگیر نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے۔ اس کا اقتباس یہ ہے:

جانور | حسب الحکم بہ استعداد تمام بہ گوا رفت و مدتے دراں جا بودہ نفائیسے کہ دراں بندر بہ دست افتاد بصلا روئے زر مدید بہر قیمتے کہ فرنگیاں خواستند زر دادہ گرفت۔ از ہر جنس چیز ہا تحفہا داشت ازاں جملہ جانورے چند آوردہ بود بسیار عجیب وغریب چنانچہ تاحال نہ دیدہ بودم بلکہ نام او راکسے نمی دانست

جہانگیر نے ان تمام جانوروں کی تصویریں بھی کھنچوائیں چنانچہ تفصیل اس کی آگے آئے گی۔ ان میں سے ایک جانور کا حال ان لفظوں میں لکھا ہے۔

میمونے آوردہ بود بہ ہیات غریب۔ دست و پا و گوش و سر او بعینہ میموں است و روئے او بروئے روباہ مے ماند رنگ

Marfat.com

چشمہاے او بارنگ چشم باز لیکن چشم او از چشم بازکلان تر است
از سر او تا سر دم یک درع محمول بوده است از ہمون پست تر و از
روباه بلند تر است لیشم او دنباله طریق لیشم گوسفند و رنگ آن
خاکستری است۔ از بنا گوش تا زنخ سرخ است میگوں وگاہے
آوازے از و ظاہر مے شود بطریق آواز آہو بره۔ مجملاً خیلے
غرائب دارد ؛

جانوروں کی پرورش۔ پرداخت۔ تربیت۔ علاج وغیرہ
کے متعلق اسقدر سامان فراہم کئے گئے تھے کہ اُن کی تفصیل اس
مضمون میں نہیں آسکتی۔ آئین اکبری اور تزک جہانگیری
دیکھنی چاہیئے ؛

سنہ ۱۰۲۳ ہجری میں ولایت زیر باد سے ایک عجیب و غریب
پرند۔ چڑیا خانہ میں داخل ہوا جسکی کیفیت جہانگیر نے ان
الفاظ میں لکھی ہے۔

یکے از خصوصیات ایں جانوران است کہ تمام شب پاے خود را
بر سر شاخ درختے و یا چوبی کہ او را بران نشانیده باشند بند کرده

خود را سر شیب (ال۔) مے سازد و یا خود زمزمہ مے کند۔ آب مطلق نے خورد و در طبیعت او کار زہر مے کند۔ یا آن کہ بقائے حیوانات بر آب است[۱] +

رفاہ عام کے کام عمارات اور سڑک وغیرہ

اس محکمہ کو تیموریوں نے بے انتہا ترقی دی لیکن انصاف یہ ہے کہ سنگ بنیاد شیر شاہ نے رکھا تھا۔ تیموری اس کے مقلد تھے۔ شیر شاہ نے بنگالہ سے آگرہ۔ ماندو۔ اور سونپت رستہ میں مسجدیں۔ پختہ کوئیں اور سرائیں بنوائیں اور حکم دیا کہ ہندو اور مسلمان سب کے لئے سراؤں میں کھانا مہیا رہے۔ سڑکوں کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگائے۔ چنانچہ خافی خاں اس واقعہ کو ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

سڑک کنوئیں سرائیں

مابین راہ بنگالہ تا اکبر آباد، ماندو و سنپت۔ کہ مسافت بعید است برائے مسافران مسجد و چاہ پختہ ساختہ و در مساجد مؤذن۔ و حافظ و جاروب کش۔ بعد وظیفہ مقرر نمود و از سراہا

۱۔ تزک جہانگیری (صفحہ ۱۴۴)

۲۔ خافی خاں جلد اول (صفحہ ۱۰۲) واقعات ۹۵۲ ہجری +

Marfat.com

طعام پختہ وخام برائے مسافرین و متردّدین مسلمین دہنود قرار دادہ
جہت پختن آن غلاماں و نوکراں نگاہ داشتہ بود گویند آتش چراغ
سرائہائے ہند کہ بہ بھٹیارہ و بھٹیاری زباں زد مردم ہند گردیدہ اند
اولاد ہمہ ہا ماندہ اند و مقرر نمودن اسپان سرکار در سرا ہا برائے
زود رسیدن اخبار مختلفہ رو دگا ر بہ دربار با طریق ڈاک
از اختراع اوست و مابین راہ ہا اشجار میوہ دار و درختان سایہ دار
برائے آرام مسافران نشاندہ[1] +

جہانگیر نے اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال اس محکمہ کیطرف توجہ کی چنانچہ احکام دوازدہ گانہ میں سے دوسرا حکم یہ تھا کہ راستوں میں مسجدیں کنوئیں اور سرائیں تیار کی جائیں۔ اس کے ساتھ یہ حکم دیا تھا کہ جو شخص لاوارث مرے اس کی متروکہ سے مسجدیں اور سرائیں کنوئیں اور تالاب تعمیر کیے جائیں اور پلوں کی مرمت کرائی جائے انہیں احکام دوازدہ گانہ میں یہ بھی تھا کہ تمام بڑے بڑے شہروں میں

[1] خافی خاں جلد اول صفحہ ۱۰۲ واقعات ۹۵۲ھ ہجری

Marfat.com

اسپتال بنائے جائیں جنمیں سرکاری طبیب علاج کے لئے مقرر ہوں اور دوا وغیرہ کا صرف سرکار سے دیا جائے[۱] +

سال اوّل جلوس میں جہانگیر نے حکم دیا کہ تمام شہروں میں غلہ خانے قایم کئے جائیں۔ جہاں راہبروں اور مسافروں کو کھانا تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ تزک میں لکھتا ہے[۲] +

در تمام ممالک محروسہ در محال خالصہ دخواہ جاگیردار حکم فرمودم کہ غلور خانہ با ترتیب دادہ باجہت فقرا فراخور گنجایش آں محل طعام درویشانہ طبخ مے نمودہ باشند تا محاوراں و مسافراں بہ نیض رسند +

لنگر خانے

۱۰۲۰ھ ہجری میں اس صیغہ کو اور وسعت دی یعنی عام طور پر فقرا کے لئے لنگر خانے بنوائے۔ چنانچہ تزک میں لکھتا ہے[۳]۔

بہفدہم ذی قعدہ حکم کردم کہ در شہر ہائے کلاں ممالک محروسہ مثل احمد آباد۔ و الہ آباد۔ لاہور۔ و آگرہ دہلی دغیرہ غلور خانہ بہ جہت فقرا ترتیب دہند ۱۲

---

[۱] تزک جہانگیری (صفحہ ۳) [۲] جہانگیری (صفحہ ۴)
[۳] تزک جہانگیری (صفحہ ۴۵)

Marfat.com

۱۰۲۸ھ ہجری میں اس پر اور اضافہ کیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل خافی خاں ان الفاظ میں لکھتا ہے۔

در ہمیں سال کہ مراد از سنہ ہزار و بست و ہشت باشد حکم فرمودند کہ مابین راہ از لاہور تا تعلقہ سرحد مالوہ بہ فاصلہ یک کروہ جریبے یک میل (کوس ۱۲) و مابین دو میل یک چاہ بسازند و ہمہ جاہ ورستہ درختان سایہ دار نشاندہ بہ زمینداران و حکام۔ احکام تربیت اشجار صادر فرمودند۔ ہر جا محال خالصہ (یعنی شاہی جاگیر) برائے ساختن سرا حکم نمودند و بہ امرا حکم فرمودند کہ در تعلقہ محال جاگیر خود ہر مکانے کہ قابل سرا ساختن باشد برائے نزول مسافرین و متردین سرائے پختہ و مسجد و چاہ بسازند۔ و اکثر جاگیرداران بموجب اشارہ پادشاہ و ہم چشمے یکدیگر بنائے خیرات سرا مابین ہر چہار پنج کروہ گذاشتند[۵]۔

غور کرو ایک ایک کوس پر میل دو دو میل کے بیچ میں ایک ایک کنواں اور چار چار میل کے بیچ میں سرائیں بنوانا کستقدر مصارف

۵؎ خافی خاں (صفحہ ۲۹۴)

Marfat.com

کتیرکا کام ہے اور جس ملک میں یہ انتظام ہو وہاں سفر کرنا کس قدر آسان ہوگا +

جہانگیر نے سڑک پر جو میل بنوائے تھے وہ بڑے بڑے چوڑے مینار کی شکل کے تھے اور آج بھی پنجاب کی راہ میں موجود ہیں اور ریل پر سے نظر آتے ہیں -

راستہ کے امن وامان اور سفر کی آسانی کا یہ نتیجہ تھا کہ ایران اور بغداد اور شام کی چیزیں ہندوستان کے بازاروں میں اس کثرت سے ملتی تھیں کہ خود اُن ملکوں میں نہیں مل سکتی تھیں - دیر پا چیزیں ایک طرف پھل اور میوے تین تین مہینے کے راستے سے تازہ بہ تازہ پہنچتے تھے - جہانگیر نے ایک موقع پر خود اس انتظام پر استعجاب کے ساتھ خدا کا شکر کیا ہے - سنہ ۱۱ جلوس میں جب اس کے دسترخوان پر مختلف ملکوں کے تازہ میوے ایک ساتھ چنے گئے تو اس کو بھی حیرت ہوئی اور بول اُٹھا کہ اس نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے - چنانچہ لکھتا ہے -

دریک خوان چندیں قسم میوہ حاضر آوردند - خربزہ بدخشاں وکابل و

Marfat.com

انگور سمرقند۔ وبدخشاں وسیب سمرقند۔ وکشمیر وجلال آباد و
اناناس کہ از میوہ ہائے بنادر فرنگ ہست۔ وکولہ کہ در شکل و
اندام خورد تر از نارنج ست و در صوبہ بنگالہ خوب مے شود۔
شکر ایں نعمت بہ کدام زبان ادا تواند نمود۔ (صفحہ ۳۰۷)

یہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ یہ انتظام بادشاہوں کے لئے مخصوص تھا۔ بلکہ ہر کس و ناکس کو یہ چیزیں بازار میں میسر آسکتی تھیں آئین اکبری میں تفصیل سے لکھا ہے کہ کہاں کہاں سے میوجات آتے تھے اور تمام بازاروں میں بکتے تھے۔

آج اس وسعت۔ اس انتظام۔ اس ترقی کے زمانے میں ہم کو بلوچستان اور کابل سے اُدھر کے میوے نصیب نہیں ہو سکتے۔

نامہ بر کبوتر رستوں کے انتظام اور ڈاک کے بیان میں یہ بات بھی لکھنے کے قابل ہے کہ معمولی طریقے کے علاوہ نامہ بر کبوتر بھی تیار کئے گئے اور ان سے کام لیا گیا۔ چنانچہ جہانگیر تزک میں لکھتا ہے۔

بہ کبوتر بازاں فرمودم کہ ایں ہارا آموختہ کنند و ایں کبوتر بازاں

Marfat.com

چند جفتے را چناں آموختہ کردند کہ در اول روز کہ از مادہ پرواں
ہامے نمودیم اگر کثرت باراں بسیار مے شد بہ نہایت نادونیم
پہر بلکہ تا یک ونیم پہر بہ بیرماں پورمے رسیدند۔ اگر ہوا نغایت
صاف مے بود اکثرے در یک پہر مے رسیدند (صفحہ ۱۹۱)

ایجادات و اختراعات

تمدن کی ترقی کا ایک ضروری نتیجہ ایجادات اور اختراعات ہیں۔ تیموریوں کے زمانے میں ہر شاخ میں طرح طرح کی چیزیں ایجاد ہوئیں۔ ان میں سے جو علمی ایجادات تھے اُن میں سے بعض کا حال ہم لکھتے ہیں۔

ایک عجیب وغریب حوض

یہ حوض۔ فن عمارت کی ایک ایسی بوالعجبی تھی جسکی نظیر آج بھی مشکل سے ملیگی اس کا موجد حکیم علی تھا۔ جو اکبر کے دربار کا مشہور حکیم اور موجد تھا یہ حوض حکیم موصوف نے ۳۹ ؁ جلوس اکبری میں بنایا تھا جس کی یہ کیفیت[1] تھی۔ کہ حوض کے اندر ایک مختصر سا کمرہ تھا جسمیں دس بارہ آدمی بیٹھ سکتے تھے کمرے میں ہر طرف سے روشنی آتی تھی۔ لیکن ہوا کا رخ اس طرح قایم کیا تھا کہ پانی نہیں آسکتا تھا۔ کمرہ فرش

[1] آئین اکبری جلد اول صفحہ ۴۰۔

Marfat.com

و فروش سے آراستہ رہتا تھا۔ کھانا بھی تیار ملتا تھا۔ مآثر الامرا میں اس کا حال اور اکبر کے سیر کرنے کی کیفیت حسب ذیل لکھی ہے +

در کنج حوض سرے بہ آب فرو بردہ دو سہ زینہ پایین رفتہ بداں خانہ در آید بسیار بہ تکلف آراستہ۔ در غایت روشنی جائے دہ دوازدہ کس است فرش خواب درخت پوشش مہیا و حاضری طعام موجود چند جلد کتاب در طاق ہا گذاشتہ ہوائے گذاشت کہ یک قطرہ آب اندروں در آید و چوں بادشاہ لحنت درنگ فرمود عزیب حالتے بر مردم بیروں در آوردہ[1] +

سنہ ۱۰۱۸ ہجری میں جہانگیر نے اس کی سیر کی چنانچہ تزک میں اس کا حال لکھتا ہے +

"حوض مذکور شش گز در شش گز است و در پہلوئے حوض خانہ ساختہ شدہ در غایت روشنی کہ راہ بہ آں خانہ ہم از درون آب است و آب ازاں راہ در درون نمے آید دہ دوازدہ کس

---

[1] مآثر الامرا جلد اول (صفحہ ۵۷۰)

Marfat.com

درانخانہ صحبت میداشتند؎[۱]

کل کی چکی | یہ چکی امیر فتح اللہ شیرازی نے ایجاد کی تھی جو ۹۹۱ھ میں اکبر کے حسب الحکم فتح پور میں آیا اور امین الملک کے عہدے پر ممتاز ہوا تھا یہ چکی پانی اور ہوا وغیرہ کے زور سے نہیں بلکہ خود بخود چلتی تھی۔ مآثرالامرا میں لکھا ہے۔

آسیائے ساختہ کہ خود حرکت مے کرد۔ دار دے ساخت؎[۲]

آج تو یہ ایجاد ایک معمولی بات ہے لیکن اس زمانے میں یورپ میں بھی عجیب سمجھی جاتی ہوگی۔

توپ کی مختلف قسمیں | اکبر کے صنّاعوں نے مختلف طرح کی توپیں ایجاد کیں ان میں سے ایک سترہ نال کی تھی اور ایک ہی دفعہ سب نالیں سر ہوتی تھیں ایک ایسی تھی کہ جوڑیوں کے حلقے کی طرح الگ الگ ہو جاتی تھی اور ضرورت کے وقت حلقے ملا دیتے

؎[۱] تزک جہانگیری (صفحہ ۳۷)۔

؎[۲] مآثرالامرا جلد اول (صفحہ ۱۰۳)۔

Marfat.com

تو ایک توپ بنجاتی تھی - چنانچہ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے -

گوناگوں اختراع فرمودہ جہانے بہ شگفت زار افتاد یکے بروئے کار آوردہ - در یورشہا ازہم جدا کردہ بہ آسانی برند و نیز ہفدہ را چناں یکتائی داد کہ یک فتیلہ ہمہ را کشادہد و نیز چناں برساخت کہ بیک فیل بآسانی کشد و آں را گجنال نامند -

گوئے آتشیں اکبر کبھی کبھی راتوں کو گیند کھیلتا تھا - اس لئے اس قسم کے گیند ایجاد کئے کہ رات کو شعلہ کی طرح روشن نظر آئے اس قسم کی بہت سی ایجادیں ہوئیں جنکی تفصیل ایک مضمون میں سما نہیں سکتی -

نفاست پسندی ضروریات کی وسعت - آسائش کے سامان **تمدن** کا سب سے مقدم اثر یہ ہوتا ہے کہ ضروریات معاشرت بڑھتے جاتے ہیں - مثلاً سادہ زندگی یہ ہو کہ زمین پر بیٹھے اور کیلا کے پتے پر کھانا رکھکر کھالیا - تمدن آتا ہے تو یہ سامان لاتا ہے کہ چاندنی کا فرش ہے - اس پر زیر انداز - زیر انداز پر طشت

یا سیلانچی۔ آدمی نے آفتابہ ہاتھ میں لیکر ہاتھ دھلوائے پھر دسترخوان بچھایا گیا۔ رنگ بہ رنگ کے مختلف برتنوں میں کھانے آئے۔ کھانوں کی مناسبت سے ہر ہر برتن کا رنگ اور صورت شکل مختلف ہے کھانا کھا چکے۔ تو طشت سلانچی آفتابہ وغیرہ آیا ایکے ہاتھ دھونے کے لئے بیسن بھی ہے۔ ہاتھ دھوکر رومال سے صاف کیا یہ تو قدیم تہذیب تھی۔ نئے نئے فیشن نے اس پر اور بھی نئے نئے حاشئے چڑھائے۔

ہندوستان میں مسلمان آئے تو یادہ حالت تھی جسکی تصویر بابر نے کھینچی ہے کہ لنگوٹے لگائے پھرتے تھے یا مسلمانوں نے ایک ایک چیز میں تہذیب وتمدن کی ہزاروں شاخیں پیدا کردیں۔ مثلاً پہلے گھوڑوں پر ننگی پیٹھ پر سوار ہوتے تھے یا کمبل وغیرہ ڈال لیتے تھے۔ تیموریوں کے عہد میں گھوڑے کے لئے جو سامان پیدا ہوئے اس کی یہ تفصیل ہے +

زین۔

ارتنگ

Marfat.com

بال پوش۔

پشمیں روپاک۔

جل۔

تختہ بند۔

پشت تنگ۔

مگس ران۔

بگُتہ۔

قیزہ۔

دست مال۔

خرخرہ۔

رکاب۔

آئینِ اکبری میں ان سب کی تصویریں بھی دی ہیں۔ گھوڑوں کی تربیت خدمت اور نگہداشت کے لئے جن نوکروں کی ضرورت ہوتی تھی اُن کی تفصیل یہ ہے:

داروغہ۔ مشرف۔ دیدہ ور۔ چابک سوار۔ نعلبند۔ آخور۔ بردہ۔

Marfat.com

بیطار - نقیب - سائیس - جلودار - نعلبند - زین دار -

آب کش - فراش - پشند سوز - خاک روب -

آئین اکبری میں ان سب کے کام اور ان کے مشاہدے تفصیل لکھے ہیں -

لنگوٹہ اور دھوتی کی بجائے کپڑوں کے یہ اقسام پیدا ہوئے -

دوتاہی - پیشواز - شاہ آجیدہ - سوزنی شالی - قبا - فرجی - قرغل - چکن

شلوار - جامہ - کلاہ - صدری -

قمیص - جبا - نیم تنہ - شلوکہ - کمربند -

ان میں آج بہت سے متروک ہیں -

زنانہ لباس اور زیور اور آرائش کے متعلق نور جہان بیگم نے جو جو اختراعیں کیں - تہذیب و تمدن قیامت تک اس کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے - ہندوؤں کا کیا ذکر ہے - مسلمانوں میں بھی نور جہاں سے پہلے زیورات بھدے اور ناموزون ہوتے تھے - جیسے آجکل ہندوؤں کے ہوتے ہیں - لباس اور

Marfat.com

وضع قطع میں بھی نازک ادائیاں نہ تھیں۔ آج کل دلی اور لکھنؤ کی بیگمات کے لباس اور وضع کی تمام تراش خراش سب نورجہاں کے عہد کی یادگاریں ہیں۔ جن میں خفیف تغیّرات ہوتے گئے۔ خود جہانگیر کہا کرتا تھا کہ جب تک نورجہاں میرے گھر میں نہیں آئی میں گھر کی زیب و زینت سے واقف نہ تھا[۱]۔ مآثر الامرا میں ہے۔

اکثر زیور۔ ولباس واسباب تزئین وتقطیع کہ معمول ہنداست اختراعی وابداعی اوست۔ مثل دودامنی جہت پشواز۔ پنج تولیہ جہت اوڑھنی و بادلہ وکناری وعطر گلاب۔ وفرش چاندنی ہمہ وضع اوست۔

خافی خان لکھتا ہے۔

اقسام زیور ولباس زنان ہند کہ در محل بادشاہی۔ وامرائے مغلیہ تاحال رواج دارد ہمہ وضع کردہ اوست۔ زیور و پیرایہ سابق کہ بسیار کلفت و بدنما بود منسوخ ساخت چاندنی کہ نقش لاثانی عجب فرش عیب پوش خانہ نامراد وگرد پوش فرش دولت مندان است

[۱] تزک جہانگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۷۔

Marfat.com

و در شبہائے مہتاب نمود خاص دارد و صنع کردہ ہماں است و اقسام
جنس یا ولہ کر قسم سنگین آں را بہ نام بادشاہ و کارخانہ موسوم ساخت
و جنس سبک کہ ازاں تمام خلعت عروس و داماد مردم تمام او بہ پانزدہ دست
روپیہ تمام شود۔ و دیگر تفرقہائے بجائے او کہ برائے او در برائے شاہ و گدا
بکار آید زیادہ از انست کہ تفصیل آں تواں پرداخت (صفحہ ۲۶۹)

آسائش اور آرام اور راحت کے جو ہزاروں سامان پیدا ہوئے۔
انکا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان میں قدرتی تمام اشیا پیدا ہوتی
تھیں لیکن لوگوں کو ان سے کام لینا نہیں آتا تھا۔ مسلمانوں کی خوش مذاقی

شورہ

اور جدت طلبی سے ہزاروں چیزیں کام آئیں۔ اور ایک
نئی دنیا پیدا ہو گئی۔ شورہ یہاں کی خاص پیداوار ہے لیکن کسی
کو ہزاروں برس سے یہ خیال نہ آیا کہ اس سے پانی ٹھنڈا کیا جا سکتا
ہے حالانکہ ٹھنڈے پانی کی ضرورت جس قدر ایسے گرم ملک میں ہو سکتی
تھی محتاج بیان نہیں۔ برف بھی پہاڑوں سے آ سکتی تھی لیکن یہاں
کے لوگوں کو اپنی وحشیانہ زندگی میں آب سرد کی ضرورت کیا تھی۔
لیکن مسلمان عجم سے آئے تو وہ ایسی زندگی کیونکر بسر کر سکتے تھے۔ اکبر نے شورہ سے

Marfat.com

پانی کے سرد کرنے کا رواج دیا۔ پہاڑوں سے برف آکر بازاروں میں

خس کی ٹٹی

بکنے لگی۔ خس کی ٹٹی بھی اکبر ہی کی ایجاد ہے۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے۔

بہ شورہ سرد کردن رواجے گرفت۔ و از شمالی کوہ برف و یخ آوردن کہ دمسازست

بیخے است بویا و بس خنک۔ آنرا خس گویند۔ بہ فرمائش گیتی خدیو ازان تٹی بست

خانہائے ساختن رواج یافت (از صفحہ ۹ جلد ۳)

عمارت

فن عمارت میں جو لطافتیں اور ایجادیں پیدا ہوئیں ان کا بیان تاج گنج اور جامع دہلی کی زبان سے ہر شخص سن سکتا ہے۔ ہندوؤں کے مکانات کی جو اصلی وضع تھی۔ اس کی زندہ مثالیں بنارس میں آج بھی ہزاروں موجود ہیں۔ یہ مکانات کروڑپتیوں کے ہیں جن پر لاکھوں روپے خرچ ہوئے ہیں لیکن دروازے اتنے اونچے ہیں کہ سرکش سے سرکش آدمی کو انکے آگے سر جھکانا پڑتا ہے۔ ہوا کو تو کبھی کبھی ان میں آنے جانے کی اجازت مل جاتی ہے لیکن روشنی کو مشکل سے بار مل سکتا ہے۔ بلند دروازے، وسیع دالان، شاندار شہ نشین مسلمانوں کی بدولت ملک میں رواج پائے۔

فنون لطیفہ یا فائن آرٹس

یعنے موسیقی مصوری وغیرہ پر مستقل علیحدہ مضمون لکھوں گا۔

(ناتمام مسلسل)

ذخیرہ کتب ... محمد ...

Marfat.com

Marfat.com

8228

Marfat.com